قرآنِ مُبین

۲۲ (22)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسَن
بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

باسمہ تعالیٰ

"قرآنِ مُبین"

(مترجم وشارح)

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بی۔اے آنرز۔ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی

"شھادۃ العلامۃ معادلۃ دکتورا" من علماء الازھر

مترجم اصولِ کافی در انگریزی مطبوعہ ایران و پاکستان

ڈپٹی ڈائرکٹر: اسلامک ریسرچ سنٹر، شاہراہ پاکستان - پروفیسر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔

ڈائرکٹر تصنیف وتالیف: "میزان فاؤنڈیشن" ——— "امام حسینؑ فاؤنڈیشن"

(خصوصیاتِ ترجمہ وشرح)

(۱) ——— آسان ترین واضح اردو ترجمہ۔ روزمرّہ کی بول چال کی زبان میں۔

(۲) ——— بڑے بڑے جلی حروف میں، نہایت خوبصورت واضح کتابت۔

(۳) ——— ترجمہ اور شرح دونوں محمدؐ وآلِ محمدؐ کے ارشادات کے عین مطابق۔

(۴) ——— احادیث رسولؐ وائمہؑ معصومین کے مکمل حوالوں کے ساتھ۔

(۵) ——— ترجمہ میں معنیٰ اور مفہوم کے تسلسل اور ربط کو برقرار رکھا گیا ہے۔

(۶) ——— ترجمہ میں مطلب بندی (پیراگرافنگ) کی گئی ہے تاکہ مفاہیم ومطالب کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن پیدا نہ ہو۔

(۷) ——— شرح میں آیات کی مرکزی تعلیمات اور منطقی نتائج سے خاص طور پر بحث کی گئی ہے تاکہ قرآن پر غور وفکر کرنے کی صلاحیتیں بیدار ہوسکیں۔

(۸) ——— شرح میں کسی مسلک کے مسلمان یا غیر مسلمان کی دل آزاری نہیں کی گئی ہے صرف حقائق کو دلائل، حوالوں اور احادیث کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ اور شرح تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ (انشاءاللہ)

(۹) ——— صرف ضروری تشریحات کی گئی ہیں۔ غیر ضروری الجھاؤ اور پھیلاؤ سے گریز کیا گیا ہے تاکہ عام آدمی کی توجہ قرآن کی مرکزی تعلیمات پر مرکوز رہے اور تفسیر، مناظرہ نہ بن جائے۔

(۱۰) ——— تمام اہم جدید وقدیم، تمام مذاہب کے مفسرین سے مفید مطلب استفادہ کیا گیا ہے تاکہ مختلف فقہاء، عرفاء اور مفسرین کی کاوشوں کا بھی علم ہوسکے۔

اشاریہ پارہ نمبر ۲۲ "وَمَن یَّقنُت"

بقیہ سورۂ احزاب (پارٹیوں والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	بڑے اور اہم لوگوں کے اعمال کی اہمیت اور ازواج رسولؐ کو پردے اور حیا کی تعلیم	۱۵۲۳
۲	اہل بیتِ رسولؐ کی طہارت وعصمت کا اعلان اور مغفرت اور رحمت کے حصول کا طریقہ	۱۵۲۵
۳	رسولِ خداؐ کی حیثیت اور حاکمیت	۱۵۲۷-۱۵۳۲
۴	حضرت زید کی طلاق اور جناب زینب بنت جحش کا واقعہ	۱۵۲۸
۵	رسولؐ خاتم النبیین ہیں اور نماز و تسبیح کے فوائد	۱۵۳۰
۶	حلال عورتیں اور نبیؐ کی ایک خصوصیت	۱۵۳۴
۷	رسولِ خداؐ پر پابندی - خدا کی حاکمیت اور قرآن کی صداقت کا ثبوت	۱۵۳۶
۸	کھانے پر آنے کے آداب اور اصحابِ رسولؐ کو ادب کی تعلیم، پردہ کا حکم اور حدود	۱۵۳۷
۹	نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر درود پڑھنے کا حکم	۱۵۳۹
۱۰	نبیؐ اور مومنین کو تکلیف دینے والوں پر خدا کی لعنت اور سزا، اور عورتوں کو چادر پہننے کا حکم اور اس کا فلسفہ نیز جھوٹی افواہ پھیلانا منافقت ہے اور اس کی سزا	۱۵۴۰
۱۱	کفر کا انجام	۱۵۴۳
۱۲	ایمان اور ٹھیک ٹھیک بات کرنے کے مادی اور روحانی فوائد	۱۵۴۴
۱۳	انسان کے بار امانت اٹھانے کا مفہوم - امانت کی اہمیت	۱۵۴۴

سورۂ سبا (سبا کے ذکر والا سورہ)

۱	خدا کی تعریف اور معرفت اور علمِ خداوندی، ایمان وعمل صالح کے نتائج	۱۵۴۷-۱۵۴۸
۲	قیامت کا انکار اور اس کے آنے کا ثبوت	۱۵۵۰
۳	حضرت داؤدؑ کا ذکر	۱۵۵۱
۴	حضرت سلیمان کی ہوا اور جنوں تک پر حکومت کی شان اور ان کی وفات	۱۵۵۲
۵	سبا والوں پر خدا کی رحمتیں اور کفرِ نعمت کا انجام	۱۵۵۴
۶	شرک کی نفی	۱۵۵۸

www.drhasanrizvi.org

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷	قرآن کو نہ ماننے کا حشر	۱۵۶۱
۸	تکبّر کا انجام اور روزی میں کمی یا زیادتی کی وجہ	۱۵۶۴-۱۵۶۶
۹	مال اور اولاد خدا سے قریب نہیں کرتے، ایمان اور عمل صالح خدا سے قریب کرتے ہیں	۱۵۶۵
۱۰	فرشتوں کو پوجنے کا انجام	۱۵۶۷
۱۱	خدا سے ڈرانے والا یا بُرے انجام سے ڈرانے والا دیوانہ نہیں سب سے زیادہ عقل مند ہوتا ہے	۱۵۶۹
۱۲	آل محمدؐ کی محبت کی اجرت رسولؐ نے خود ہمارے فائدہ کے لئے طلب کی ہے	۱۵۷۰
۱۳	شرک کی نفی اور مشرکوں کا انجام	۱۵۷۱

سورۂ فاطر (پیدا کرنے والے کے ذکر کا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	فرشتوں کا ذکر، اللہ کی رحمت، نعمت اور روزی دینے کا ذکر	۱۵۷۴
۲	قیامت کا سچا وعدہ اور دنیا کا دھوکہ۔ شیطان کی بدمعاشی	۱۵۷۵
۳	انسان کی انتہائی گمراہی	۱۵۷۷
۴	عزت کے حصول کا طریقہ۔ اچھی اچھی باتیں اور عمل کی اہمیت اور چالبازیوں کا انجام	۱۵۷۸
۵	خدا کی نعمتیں اور شرک کی نفی۔ معرفت خداوندی	۱۵۸۰-۱۵۸۸-۱۵۹۴-۱۵۹۵
۶	ذکرِ آخرت اور احساس ذمہ داری۔ اچھائی اور برائی کا فرق	۱۵۸۳
۷	قرآن کے وارث ائمہ معصومینؑ کے فضائل اور انتخاب اور منکروں کا انجام	۱۵۸۹
۸	انسانی اختیار، ذمہ داری اور عدلِ خداوندی	۱۵۹۳
۹	نبیؐ کا انکار اور بُری چالوں کا انجام	۱۵۹۶

سورۂ یٰسٓ (صاحبِ وحی انسانؐ کا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	رسولؐ خدا کی معرفت اور ان کو نہ ماننے کا بُرا انجام	۱۵۹۸
۲	انسان کے اعمال اور ان کے اثرات کا لکھا جانا اور امامِ مبین کی معرفت	۱۶۰۱
۳	نحوست کی حقیقت	۱۶۰۳
۴	نبیؐ کی مدد یا امر بالمعروف کی فضیلت اور اجر رسالت کے مانگنے کا فلسفہ	۱۶۰۴

www.drhasanrizvi.org

اور (اے نبیؐ کی بیویو) تم میں سے جو اللہ
اور رسولؐ کی اِطاعت اور نیک کام کرتی رہے گی،
اُسے ہم اُس کا اَجر دوگنا (چَوگنا) عطا کریں گے
اور اُس کے لئے ہم نے عُمدہ 'بہترین' باعِزّت روزی
بھی تیّار کر رکھّی ہےلہ۔ (کیونکہ اہم مرتبے پر فائز
لوگوں کے اَچھّے یا بُرے کاموں کے اثرات پُوری
قوم پر پڑتے ہیں، اِس لئے اُن کو اُن کی نیکیوں
اور بُرائیوں کا بدلہ کئی گُنا زیادہ دیا جاتا ہے) (۳۱)
اَے نبیؐ کی بیویو! اگر تم تقویٰ پرہیزگاری کی زندگی
اختیار کرو تو (یہ تمھارے لئے بہت ضروری ہے
کیونکہ) تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ تم دَبی
زبان میں (چُپکے چُپکے) بات نہ کیا کرو تاکہ کوئی
دل میں خرابی رکھنے والا کسی قسم کی لالچ، طمع

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ
صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا
رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا
تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

لہ رزق سے مراد صرف کھانا پینا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر قسم کی وہ نعمت ہوتی ہے۔ جو ہماری ضرورت ہو یا ہمارے لئے مفید ہو۔ اب رزق کریم کیا ہے؟ اس کا تصور ہمارے لئے ناممکن ہے۔ بہرحال کوئی ایسی ہی نعمت ہے۔ جو دوسری نعمتوں سے ممتاز ہے۔

دوگنا اجر اس لئے کہ ایک اجر تو اللہ کی اطاعت یعنی حقوق اللہ کے ادا کرنے کا ہوگا اور دوسرا اجر قناعت اور حسن معاشرت۔ یعنی حقوق الناس ادا کرنے کا ہوگا، جب کہ بندوں کا حق اس لئے ادا کیا گیا ہو کہ خدا کی خوشی حاصل ہو جائے (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۵)۔

دوہری جزا شاید اس لئے بھی دی جائے گی کہ خدا کے تعلق کو بھی نبھایا اور (۲) رسولؐ کے تعلق کو بھی نبھایا۔ اس لئے بھی کہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کر کے ایک اچھے طریقے کی تعلیم دی۔ جس کی دوسروں نے پیروی کی۔ یعنی خود بھی ہدایت پر چلا۔ اور دوسروں کو بھی چلایا۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

(یعنی غلط فہمی) میں نہ پڑ جائے (یا) وہ کسی غلط قسم کی غلط توقعات نہ باندھ لے۔ بلکہ صاف سیدھی سُتھری دو ٹوک بات کہا کرو[؎] (۳۲) اور اپنے گھروں کے اندر اِستقلال کے ساتھ ٹِکی رہا کرو، اور پہلے کے زمانۂ جاہلیت کی طرح بَن ٹھَن کر اپنی شان اور اپنا جلوہ نہ دِکھاتی پھِرا کرو (یا) پچھلے دورِ جاہلیت کی طرح خود کو نمایاں کرنے کے لئے اپنی چٹک مٹک، شان شوکت، سَج دَھج، چال ڈھال لباس اور زیور لوگوں کو نہ دِکھاتی پھرو۔ اور نماز کو پابندی سے اَدا کرتی رہو۔ اور زکوٰۃ بھی اَدا کرتی رہو۔ غرض اللہ اور اُس کے رسولؐ کی فرماں بردار بَن کر رہو۔

اللہ کا تو بس یہ اِرادہ ہے کہ اَے اِس گھر

وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٣٢﴾

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

"اولادِ محمدؐ کے لئے بھی خدا کا وہی فرمان جاری ہوگا جو ازواجِ رسولؐ کے لئے ہے۔ اس لئے ہمارے نیک لوگوں کو دوہرا اجر ملے گا۔ اور برے لوگوں کو دوہرا عذاب۔ پھر امام نے یہی آیت تلاوت فرمائی" (تفسیر مجمع البیان)۔

غرض ہر وہ شخص جس کے کردار کو لوگ مثال بنائیں جیسے صاحبانِ اقتدار، امراء، علماء، واعظین، حکام سب پر یہی حکم جاری ہوگا۔ یعنی ان کی ذمہ داری زیادہ ہو گی۔ اس لئے ان کو اجر بھی دوہرا ملے گا۔ اور سزا بھی دوہری ملے گی (فصل الخطاب)۔

؎ جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے۔

***

؎ محققین نے نتیجہ نکالا کہ آیت میں اسباب فتنہ تک سے بچنے کو کہا گیا ہے چاہے وہ سبب بعید ہی کیوں نہ ہو۔ خصوصاً عورتوں کے سلسلے میں (تھانوی)

عربوں میں عورتیں اس طرح بات کرتی تھیں کہ مردوں کو رغبت ہو۔ لب و لہجہ اور آواز میں کشش پیدا کرتی تھیں اس لئے اس کو خاص طور سے روکا گیا (قرطبی)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۳﴾
وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ
ع اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿۳۴﴾
اِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَ

والو! (یا) اَے اہلبیتِ رسولؐ! وہ تم سے ہر قسم
کے گُناہ اور گندگی کو دُور رکھّے اور تمھیں
پُوری پُوری طرح اَیسا پاک رکھّے جو پاک رکھنے
کا حق ہے[1] ﴿۳۳﴾ اور یاد رکھّو اللہ کی اُن آیتوں
اور حِکمت و دانائی کی اُن گہری باتوں کو جو
تمھارے گھروں میں سُنائی پڑھائی جاتی رہتی
ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بڑا لُطف و کرم
کرنے والا، ہر چیز سے باخبر ہے ﴿۳۴﴾ ع
حقیقت یہ ہے کہ جو مَرد[1] اور جو عورتیں
اَپنے تمام معاملات کو خدا کے سپُرد کردینے
والے 'مسلم' ہیں اور ایمان[2] کا جَوہر رکھنے
والے مَرد اور اِیماندار عورتیں، اور خدا[3] و
رسولؐ کی اِطاعت کرنے والے مَرد اور خدا و

ع ۴ ۱

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

کیونکہ ازواج رسولؐ کا مرتبہ عام عورتوں سے زیادہ ہے اس لئے ان کا پردہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں ٹکی بیٹھی رہیں۔ بازاروں میں نہ گھومیں (تفسیر مجمع البیان، شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین، جلالین)۔

محققین نے لکھا کہ اس آیت میں خطاب تو ازواج رسولؐ سے کیا گیا ہے۔ مگر تعلیم ساری امت کی عورتوں کو دی گئی ہے (جصاص)۔

اہل بیتؑ کی طہارت والی آیت سلسلہ کلام میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ الگ سے اتری ہے۔ جس کی گواہ اس کی شان نزول کا واقعہ ہے۔ جو متفق علیہ ہے۔

اول تو یطہر باب تفعل سے ہے جو مبالغے کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس پر مزید تاکید یہ کہ تطہیرا۔ یعنی ایسا پاک رکھ جو حق ہے پاک رکھنے کا۔ یعنی طہارت کا اعلیٰ ترین درجہ جس کو اصطلاح میں عصمت کہتے ہیں۔

رسول خداؐ نے فرمایا کہ "حضرت موسیٰؑ کے وصی حضرت یوشع بن نون، حضرت موسیٰؑ کے بعد تیس برس زندہ رہے۔ اور

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

الْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَ
الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَ
الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ
وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ

رسولؐ کی اِطاعت کرنے والی عورتیں، اور سچے(۴) مرد اور سچّی عورتیں، اور صبر(۵) سے کام لینے والے مَرد اور صبر سے کام لینے والی عورتیں، اور عاجزی(۶) سے پیش آنے والے مَرد اور عاجزی سے پیش آنے والی عورتیں، (یا اللہ کی نصیحت کا اثر قبول کرنے والا دل رکھنے والے مَرد اور اثر پذیر دل رکھنے والی عورتیں، اور(۷) صَدقہ خیَرات دینے والے مَرد اور صدقہ خیرات دینے والی عورتیں، اور(۸) روزہ رکھنے والے مَرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اور(۹) اَپنی شرمگاہوں (مُراد جِنسی خواہشات) کی حِفاظت کرنے والے مَرد اور پاک دَامن عورتیں، اور(۱۰) اللہ کو بہت یاد رکھنے والے مَرد اور اللہ کو کثرت سے یاد

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت موسیٰ کی بیوی صفیرہ نے ان کے خلاف خروج کیا تھا۔ اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں امر وصایت میں تم سے زیادہ حقدار ہوں۔ اس پر حضرت یوشعؑ ان سے لڑے۔ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا۔ پھر ان کو قید کر کے ان کے ساتھ اچھا سلوک بھی کیا۔ اسی طرح میری ایک زوجہ میری امت کے اتنے اتنے ہزار آدمیوں کے ساتھ علیؑ کے مقابلہ پر خروج کرے گی علیؑ اس سے لڑیں گے۔ اس کے ساتھیوں کو قتل کریں گے اور اسے قید کر کے اس سے حسن سلوک سے پیش آئیں گے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۵ بحوالہ اکمال الدین بروایت ابن مسعود)۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ یہ آیہ تطہیر رسول خداؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ امام حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ واقعہ جناب ام سلمہؓ زوجہ رسولؐ کے گھر میں پیش آیا۔ وہاں رسول خداؐ نے حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو بلوایا اور ان کو اپنی چادر اڑھا دی اور آپؐ خود بھی اس میں داخل ہو

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

كَثِيرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

کرنے والی عورتیں، اُن کے لئے اللہ نے اپنی مغفرت[1] (یعنی) گناہوں سے معافی اور خدا[2] کی بے انتہا رحمتوں سے ڈھانپ لینا اور بڑا زبردست اَجرو ثواب تیّار کر رکھا ہے ﴿۳۵﴾

کِسی مومن اِیماندار مَرد اور کِسی مومن اِیماندار عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسولؐ کِسی بات کو طے کر دے (یا) کِسی معاملے کا فیصلہ کر دے[1] تو پھر اُسے اَپنے اُس معاملے میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا کوئی اِختیار باقی رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے تو وہ حقیقتاً کُھلی ہوئی گمراہی میں بہک گیا ﴿۳۶﴾

اور وہ وقت یاد کیجئے کہ جب آپؐ اُس

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

گئے پھر دعا کی "اے اللہ! یہی میرے اہل بیتؑ ہیں۔ جن کے بارے میں تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اے اللہ تو ان سے ہر قسم کی نجاست اور گناہ کو دور رکھ اور ان کو پورا پورا پاک رکھ۔ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے" اس پر ام سلمہؓ بولیں "یا رسول اللہؐ! کیا میں بھی ان میں شامل ہو سکتی ہوں؟ رسول خداؐ نے فرمایا" نہیں مگر خوشخبری ہو کہ تو نیکی پر ہے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۵، بحوالہ تفسیر قمی)

امام حسینؑ کے پوتے حضرت زید شہید نے خوب فرمایا کہ "لوگوں کی اس سے بڑھ کر جہالت اور کیا ہو گی کہ وہ خیال کرتے ہیں کہ آیہ تطہیر میں ازواج شامل ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں اگر خدا ازواج رسولؐ کو اس آیت میں شامل فرماتا تو آیت میں مونث کے صیغے ہوتے (کیونکہ اکثریت عورتوں کی ہو جاتی ازواج اور جناب فاطمہؑ اس طرح ۱۸ عورتیں اور رسول خداؐ، حضرت علیؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ صرف چار مرد ہوتے) تو آیت یوں اترتی لیذھب عنکن۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور آپؐ نے اِحسان کیا تھا (یا) جیسے آپؐ نے اور اللہ نے اَپنی نِعمت سے نوازا تھا کہ "اَپنی بیوی کو اَپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈرتا رہ۔" اور آپؐ اُس وقت اَپنے دِل میں وہ بات چھُپاتے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا (کہ زید کی بیوی کا نام آپؐ کی بیویوں میں شامل ہے) آپؐ لوگوں سے ڈر رہے تھے، جب کہ اللہ اِس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ آپؐ اُس سے ڈریں۔ پھر جب زید اُس (خاتون) سے اپنی ضرورت پُوری کر چُکا (یعنی جب زید نے اَپنی بیوی کو طَلاق دے دی)، تو ہم نے اُس (خاتون) کی شادی

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ
اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ
مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ
فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

یعنی کلام مونث کے صیغوں سے ہوتا۔ جیسا کہ سابق میں ازواج سے متعلق تمام آیتوں میں ہر ہر جگہ مونث کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۵)۔

صیغہ مونث سے مذکر میں بدل جانا بتاتا ہے کہ یہ آیت سلسلہ کلام سے الگ ہے۔ نیز "اہل البیت" کا ترجمہ "گھر والے" یا "گھر والی" نہیں اس لئے کہ اس پر الف لام لگا ہوا ہے اور یہ مذکر کا صیغہ ہے۔ اس کا ترجمہ ہوا "اُس گھر والے" پھر تمام شیعہ سنی روایات کے اعتبار سے وہ گھر چادر کا تھا جس میں رسول خداؐ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کو جمع کیا تھا۔ اس چادر کے گھر والوں کو اہل البیت کہا گیا ہے۔ اسی میں مردوں کی اکثریت تھی۔ اور اس کی تائید حضرت ام سلمیٰ زوجہ رسولؐ کے سوال نے مزید کر دی کہ رسولؐ نے ان کو چادر میں آنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ "تم جہاں بھی ہو اچھی ہو" بتلا دیا کہ اہل البیتؑ اور ہیں اور ازواج اور ہیں (فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا
مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۳۷
مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ
اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۝۳۸

آپؐ سے کر دی تاکہ ایمان لانے والوں پر
اپنے مُنہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے شادی
کرنے میں کوئی تنگی باقی نہ رہے، جب کہ وہ
اُن سے اپنا مطلب بھی پُورا کر چُکے ہوں۔ غرض
اللہ کی بات تو انجام تک پہنچ کر ہی رہتی ہے
(یا) اللہ کے حُکم کو تو پُورا ہو کر ہی رہنا
تھا[1] (۳۷) (نیز یہ کہ) پیغمبرؐ پر کوئی سختی یا کسی کام
میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہے، اُس چیز میں
جو اللہ نے اُس کے لئے مُقرّر کر دی ہے یہی
وہ اللہ کی سُنّت یا طریقہ کار ہے جو اُن تمام
انبیاءؑ کے بارے میں رہا ہے جو پہلے گزر چکے
ہیں (کیونکہ) اللہ کا حُکم ایک قطعی طے شدہ
اٹل اندازے پر مُقرّر کیا ہوا ہوتا ہے (۳۸)

[1] ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ جناب زینب بنت جحش رسول خداؐ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور دوسری طرف زید رسولؐ خدا کے غلام تھے۔ مگر رسول خداؐ نے نہ صرف ان کو آزاد کر دیا بلکہ اپنا منہ بولا بیٹا بنایا۔ اور اپنی پھوپھی زاد بہن کو راضی کر کے ان کی شادی ان سے کرادی ۔ مگر بعد میں تعلقات خراب ہو گئے ۔ اس لئے زید نے طلاق دینی چاہی ۔ ادھر خدا نے رسولؐ کو پہلے ہی اطلاع دے دی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ خاتون آپ کی زوجہ بنیں گی ۔ مگر جب زید نے طلاق دینے کا مشورہ مانگا تو حاکم شرع کی حیثیت سے رسولؐ کا فریضہ تھا کہ تعلقات کو سدھاریںؐ پھر طلاق کو خدا پسند بھی نہیں فرماتا ۔ اس لئے رسولؐ نے زید کو طلاق دینے سے روکا تیسرے یہ کہ رسولؐ کو یہ حجاب بھی تھا کہ لوگ کہیں گے کہ بہو کو بیوی بنا لیا ۔ اگرچہ یہ حیا بری صفت نہیں ہوتی مگر خدا یہ چاہتا تھا کہ رسولؐ کو محل امتحان میں لا کر اس غلط ذہنیت کا خاتمہ کر دے کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام ہوتی ہے ۔ (مجمع البیان ۔ فصل الخطاب)۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ
اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾

(یہی اللہ کی سنّت اور طریقہ اُن لوگوں کے لئے بھی ہے) جو[1] اللہ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں اور اللہ[2] ہی سے ڈرتے رہتے ہیں اور ایک[3] خدا کے سِوا کسی سے نہیں ڈرتے (کیونکہ حساب لینے کے لئے تو خدا بہت کافی ہے ﴿۳۹﴾

محمدؐ تمھارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے پیغام پہنچانے والے رسولؐ اور تمام نبیوںؑ کے آخری نبیؐ (خاتم النّبیّین) ہیں[1] (یا) تمام نبیوںؑ کے لئے مُہرِ اختتام ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا اچھّی طرح سے جاننے والا ہے ﴿۴۰﴾ ع

ع ٦/٢

اے لوگو جو اِیمان لائے ہو! (یا) جو اَبدی حقیقتوں کو دل سے مانتے ہو! اللہ[1]

[1] رسول خداؐ کا لقب خاتم النبیین اس لئے ہے کہ نبوت آپؐ پر ختم ہو گئی۔ (راغب، تاج، کشاف، بحر، معالم، ابن کثیر)۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر رسولؐ اپنی واقعی اولاد کے سوا کسی کو اپنا بیٹا کہہ دیں تو ان کے واقعی باپ نہیں ہو جاتے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ جو واقعی ان کی اولاد ہے اس کے بھی رسولؐ باپ نہیں ہیں۔ (مجمع البیان)۔

غرض یہ آیت اس بات کو ثابت نہیں کرتی کہ رسول خداؐ اپنے بیٹوں قاسمؑ، طیبؑ طاہرؑ کے باپ نہ تھے۔ اول تو اس لئے کہ وہ بچے تھے اور رجال کہلانے کے مستحق نہ تھے۔ اور اگر اتنے بڑے ہو بھی جاتے تو وہ رسول خداؐ کے رجال تھے، نہ کہ رجال الناس۔ یعنی لوگوں کے رجال نہ تھے اسی طرح آئمہ اہلبیت کا رسولؐ کی اولاد ہونا اس آیت کے منافی نہیں۔ کیونکہ وہ سب کے سب رسولؐ خدا کے رجال (جوان) ہیں، نہ کہ لوگوں کے، یا امت کے، ان کا قیاس عام لوگوں پر نہیں کیا جا سکتا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۷)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا

کو بہت یاد کیا کرو ﴿۴۱﴾ اور صُبح و شام اُس کی تسبیح کیا کرو[۱] (یعنی) اُس کی پاکی یا بے عَیب ہونے کو بیان کیا کرو ﴿۴۲﴾ وہی (خدا) ہے جو تم پر رحم فرماتا ہے (یا) وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے[۲] اور اُس کے فرشتے بھی تمہارے لئے خدا کی رحمت کی دُعا مانگتے ہیں۔ تاکہ وہ تمھیں (کُفر و جاہلیت، گُناہ و معصیت، نااُمیدی اور ناشُکری کے) اندھیروں سے (اِیمان و عمِلِ صالح کی) روشنی کی طرف نِکال لائے (کیونکہ وہ خدا و رسولؐ کو دل سے ماننے والے اِیمانداروں پر بے حد مُسلسل رحم کرنے والا ہے ﴿۴۳﴾ جس دِن وہ خدا سے ملیں گے تو اُن کا اِستقبال تحفۂ سلام سے ہوگا (یعنی

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

صحاح ستہ میں بھی ہے کہ حضور اکرمؐ نے امام حسنؑ کے لئے فرمایا "میرا یہ بیٹا سید ہے" نیز امام حسنؑ امام حسینؑ دونوں کے بارے میں فرمایا۔ "میرے یہ دونوں بیٹے امام ہیں"۔ (ترمذی شریف)

نیز رسول خداؐ نے فرمایا "ہر بیٹی کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، سوائے اولاد فاطمہؑ کے کہ ان کا باپ میں ہوں"۔ (تفسیر مجمع البیان)۔

***

[۱] "صبح و شام خدا کی تسبیح کرو" اس تسبیح سے مراد رات دن کی نمازیں بھی ہیں کیونکہ دوسری آیتوں میں بھی تسبیح سے مراد نماز ہوتی ہے (مجمع البیان)۔

***

[۲] محققین نے نتیجہ نکالا کہ صلوات اللہ کا لفظ انبیاء کے علاوہ آئمہ شہداء اور مقربین خدا کے لئے استعمال کرنا جائز ہے (فصل الخطاب)۔

دوسرا نتیجہ یہ نکالا کہ "اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ خدا خاص مومنین پر بھی اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے" (موضح القرآن)۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

كَرِيمًا ﴿٤٤﴾

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿٤٦﴾

اللہ تعالیٰ خود سلام کے ساتھ اُن کا استقبال فرمائے گا[1] اور ملائکہ بھی اُن کے سامنے آداب و تسلیمات پیش کریں گے) اور اُن کے لئے اللہ نے بڑی عزت والا عمدہ اجر بالکل تیار کر رکھا ہے ﴿۴۴﴾

اَے نبیؐ! ہم نے آپؐ کو "گواہ"(۱) (یعنی حق(ا) و صداقت کا اعلان کرنے والا "اپنی(ب) عملی زندگی میں خدا کی اِطاعت کا کامل عملی نمونہ اور آخرت(ج) میں تمام لوگوں کے اِیمان و اعمال کی گواہی دینے والا") "نیک(۲) اعمال لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور (بُرے(۳) کام کے بُرے نتائج سے) ڈرانے والا (بنا کر) بھیجا ہے[2] ﴿۴۵﴾

اور(۴) اللہ کے حُکم و اِجازت سے اللہ کی طرف

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ کہ "جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے، اللہ خود اور اس کے ملائکہ اس پر سو دفعہ درود بھیجتے ہیں۔ اور جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ اور اس کے ملائکہ ایک ہزار مرتبہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اسی بات کا ذکر خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۷ بحوالہ کافی)

---

[1] مومن کا احترام اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو خود سلام کرے۔ جنت میں مومنین کے اعزاز و اکرام کی یہ انتہا ہوگی (بحر)

***

[2] قرآن میں دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ "ہر نبی اس امت کے کردار کے لئے بطور گواہ قیامت میں پیش ہوگا۔ اور ہمارے رسولؐ اس امت کے گواہ ہو کر امت کے عمل کو خدا کی بارگاہ میں پیش فرمائیں گے" (قرآن)

***

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

بُلانے والا اور رَوشن(۵) چراغ بھی (بنایا ہے)اے ﴿۴۶﴾

(اِس لئے) اِیمان لانے والوں کو خوشخبری

سُنا دیجئے کہ اُن کے لئے اللہ کی طرف سے

بہت بڑا فضل و کرم ہے ﴿۴۷﴾ (اِس کے شکرانے

ہیں) کافروں اور مُنافقوں سے ہرگز نہ دبئے

اور نہ اُن کے تکلیف دینے کی کوئی پرواہ کیجئے

اور اللہ پر بھروسہ رکھئے (کیونکہ) اُس کے لئے

تو اللہ (خود بہت) کافی ہے جو اَپنے معاملات

کو خدا کے سپُرد کر دے (اِس لئے کہ) کام بنانے

کے لئے اللہ بہت کافی ہے ﴿۴۸﴾

اے لوگو جو اِیمان لائے ہو! جب تم

اِیماندار عورتوں سے نِکاح کرو پھر اگر اُنھیں

ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو تمھاری

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿۴۷﴾
وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِينَ وَالْمُنٰفِقِينَ وَدَعْ أَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا ﴿۴۸﴾
يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ

---

۵ قدیم مفسرین نے لکھا کہ رسولؐ کو آفتاب کے بجائے خدا نے چراغ اس لئے فرمایا ہے کہ آفتاب کتنا ہی قوی ہو مگر اس کا فیضان ضعیف ہے کہ (۱) وہ اپنا سا کسی کو نہیں بنا سکتا جب کہ ایک چراغ سے اسی طرح کے لاکھوں چراغ جلائے جا سکتے ہیں جب کہ (۲) جس چراغ سے چراغ جلائے جائیں گے اس کے نور میں کوئی کمی بھی نہ ہو گی (۳) اس طرح نبی کا فیضان ان کی آل اور متبعین کے ذریعے قیامت تک جاری و ساری رہے گا (۴) نیز یہ کہ چراغ تک رسائی آسان ہے۔ (۵) چراغ سے نور حاصل کرنے کے لئے استعداد او شوق کافی ہے (۶) چراغ میں شان ہے انیس و مددگار ہونے کی (۷) چراغ اچھے برے کی تمیز کا سبب ہوتا ہے (۸) اور علم کے پھیلانے میں مددگار ہوتا ہے۔ غرض یہی سارے صفات رسولؐ میں پائے جاتے ہیں۔ (ماجدی۔ تھانوی)

***

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ
تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ
أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ
وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ
خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ
وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا

طرف سے اُن پر کوئی عِدّت (کی مُدّت) لازم نہیں ہے جس کے پُورے ہونے کا تم اُن سے مُطالبہ کر سکو۔ تو اُنھیں کچھ مال دے دو اور اُنھیں اَچھّے بھلے مُناسب طریقے سے رُخصت کردو[1] (۴۹)

اَے نبیؐ! ہم نے آپؐ کے لئے آپؐ کی وہ بیویاں حَلال کر دی ہیں جن کے مَہر آپؐ نے اَدا کر دئے ہیں، اور وہ عورتیں بھی جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمھاری ملکیّت میں آئیں، اور تمھاری وہ چچازاد، پھوپھی زاد اور خالہ زاد بہنیں بھی جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ مومن عورت بھی حلال کی جو (ازخود) اَپنے آپ کو (بغیر مَہر) نبیؐ کے حوالے کر دے، اگر نبیؐ اُس سے نِکاح کرنا چاہے[2]۔ یہ

---

[1] آیت کے الفاظ سے فقہا نے نتیجہ نکالا کہ اگرچہ نکاح (متعہ) کتابیہ عورتوں سے بھی جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ مومنہ عورت سے کیا جائے۔ (مدارک)

***

[2] حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ: "ایک دن رسول خداؐ اپنی زوجہ حضرت حفصہ کے کمرے میں تشریف فرما تھے کہ انصار کی ایک عورت خوب بناؤ سنگھار کر کے کنگھی پٹی سے آراستہ و پیراستہ ہو کر آئی اور کہنے لگی "یارسول اللہؐ! کوئی عورت اپنے شوہر کی خود طلبگار نہیں ہوا کرتی مگر میں ایسی عورت ہوں کہ نہ میرا کوئی خاوند ہے نہ اولاد۔ کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ اگر ہے تو میں اپنے نفس کو آپؐ کو ہبہ کرتی ہوں، بشرطیکہ آپؐ قبول فرمائیں"
رسول خداؐ نے اس کے حق میں دعائے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى

بات تمام دُوسرے مُسلمانوں سے الگ صِرف آپؐ کے لئے مخصُوص ہے (یا) دوسرے مومنوں کے لئے نہیں ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ تمام مومنوں پر اُن کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا قوانین فرض کئے ہیں۔ تاکہ آپؐ پر کوئی تنگی نہ ہو۔ اللہ بڑا بخش دینے والا' اپنی رحمت سے ڈھانپ لینے والا' بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ﴿۵۰﴾

آپؐ اُن میں سے اپنی جس بیوی کو چاہیں چھوڑ دیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں الگ رکھنے کے بعد اپنے پاس بُلالیں۔ اِس معاملے میں آپؐ پر کوئی تنگی یا گناہ نہیں ہے۔ اِس طرح زیادہ اِمکان ہے کہ اُن[1] کی

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

خیر کی اور فرمایا "اے انصار کے گروہ! اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ حقیقتاً تمہارے مرد میری مدد کرتے ہیں۔ اور تمہاری عورتیں مجھ سے رغبت رکھتی ہیں"۔ اس پر یہ آیت اتری۔

اس آیت میں رسولؐ کی وہ خصوصیت یہ ہے کہ جو اوروں کو حاصل نہیں کہ اس نکاح میں (۱) ایجاب و قبول کے صیغے نہ ہوں گے اس لئے کہ یہ ہبہ ہے دوسرے کسی نکاح میں ہبہ کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔ (۲) ہر نکاح میں مہر لازمی ہے مگر یہاں مہر کے بغیر ہبہ کو قبول کیا گیا ہے۔ یہ باتیں پیغمبرؐ کی خصوصیات ہیں (تفسیر علی ابن ابراہیم، تبیان، از ابن عباسؓ)۔

***

www.drhasanrizvi.org

أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ﴿٥١﴾

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا ﴿٥٢﴾ ع

آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ[۲] غمزدہ بھی نہ
ہوں گی اور آپؐ جو کچھ بھی اُن کو دیں گے' اُس
پر وہ سَب راضی رہیں گی۔ جو کچھ بھی تم لوگوں
کے دِلوں میں ہے اُسے اللہ خُوب جانتا ہے۔
(کیونکہ) اللہ ہر چیز کا اچھّی طرح سے جاننے والا
بھی ہے اور بڑا برداشت کرنے والا بھی (۵۱) اِس
کے بعد آپؐ کے لئے دُوسری عورتیں حلال نہیں
ہیں اور نہ اِس بات کی اِجازت ہے کہ آپؐ
اُن کی جگہ دُوسری بیویاں لے آئیں۔ چاہے
اُن کا حُسن و جمال' اُن کی خُوبصورتی آپؐ کو
کِتنی ہی پسند کیوں نہ آئے۔ سِوا اُن کے جو
آپؐ کی ملکیّت میں ہوں۔ بہرحال اللہ ہر
ع ۱۲/۶/۴ چیز پر نِگراں اور نگہبان ہے[۱] ع (۵۲)

[۱] محققین نے نتیجہ نکالا کہ ایسی آیتیں جن میں خود رسول خداؐ کو سختی کے ساتھ پابندی کا حکم دیا گیا ہے بتاتی ہیں کہ قرآن کسی بالا دست طاقت کا کلام ہے۔ جو رسولؐ پر بھی حکمران ہے (فصل الخطاب) فقہا نے نتیجہ نکالا کہ رسو جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اس کو دیکھنا جائز ہے۔ (قرطبی)

***

www.drhasanrizvi.org

اَے لوگو جو اِیمان لائے ہو! جب تک
تم کو کھانے کی طرف بُلایا نہ جائے، تم پیغمبرؐ
کے گھروں کے اندر بِلا اِجازت نہ چلے آیا کرو۔
(یا) کھانے کا وقت اور کھانے کے برتن نہ تاکتے
رہا کرو۔ لیکن اگر تمھیں کھانے پر بُلایا جائے
تو ضرور آؤ۔ مگر جب کھانا کھا لو تو اِدھر اُدھر
چلے جاؤ۔ اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا
کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس بات سے نبیؐ کو
تکلیف ہوتی ہے۔ مگر وہ تم سے کہتے ہوئے
شرماتے ہیں۔ لیکن اللہ کو حق بات کہنے سے
شرم نہیں آتی[1]۔

اور جب نبیؐ کی بیویوں سے کوئی چیز
مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ بات تمھارے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ
يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ
اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا
مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ
فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا
سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْــَٔـلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ

[1] اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ جب رسولؐ خدا تمہیں اپنے گھر بلایا کریں تو بھوکوں کی طرح برتنوں کو نہ تکا کرو یا ہر کھانے کے وقت انتظار کرنے والے نہ بنو کیونکہ یہ باتیں رسول خداؐ کی تکلیف کا سبب ہوتی ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۹)۔
محققین نے نتیجہ نکالا کہ پیغمبرؐ کو صرف اچھے لوگوں ہی سے پالا نہیں پڑا تھا۔ ایسے ایسے بھی تھے کہ معمولی تہذیب و اخلاق سے بھی واقف نہ تھے۔ یہاں تک کہ رسولؐ کی آنکھ بند ہونے پر ازواج رسولؐ سے عقد کے خواہشمند تھے (فصل الخطاب)
فقہا نے تشریح کی کہ گو نزول آیت آداب نبوی میں سے ہے، مگر حکم عام ہے (جصاص)۔

www.drhasanrizvi.org

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ۚ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ

دِلوں اور اُن کے دِلوں کو پاک رکھنے کا زیادہ مُناسب طریقہ ہے۔ تمھارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کو تکلیف دو۔ اور نہ یہ بات جائز ہے کہ رسولؐ کے بعد رسولؐ کی بیویوں سے نِکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا (گُناہ) ہے ﴿۵۳﴾ تم خواہ کوئی بات ظاہر کرو یا چُھپاؤ، اللہ کو ہر بات اچھی طرح معلوم ہے ﴿۵۴﴾

البتّہ نبیؐ کی بیویوں کے لئے اِس میں کوئی حرج یا تنگی نہیں کہ اُن کے باپ، اُن کے بیٹے، اُن کے بھائی، اُن کے بھتیجے، بھانجےؔ اُن کی ملنے جُلنے والی عورتیں، اور اُن کی لونڈیاں اُن کے گھروں میں آئیں۔ تم عورتوں کو اللہ کی نافرمانی سے بچنا اور اُس کے غصّہ سے ڈرنا

ؔ علامہ آلوسی نے خوب لکھا کہ بھائیوں بھانجوں اور بھتیجوں کے حکم میں وہ سب رشتہ دار آجاتے ہیں جو ایک عورت کے لئے حرام ہوں۔ اس فہرست میں چچا اور ماموں کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ عورت کے لئے ماں باپ کی طرح ہیں۔ یا پھر شاید ان کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ بھانجوں اور بھتیجوں کا ذکر آجانے کے بعد ان کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ بھانجے اور بھتیجے سے پردہ نہ ہونے کی جو وجہ ہے، وہی وجہ چچا اور ماموں سے پردہ نہ ہونے کی ہے (روح المعانی۔ تفسیر)۔

***

www.drhasanrizvi.org

چاہئیے۔ حقیقتاً اللہ ہر چیز پر پُوری پُوری نگاہ رکھتا ہے ﴿۵۵﴾

اللہ اور اُس کے ملائکہ نبیؐ پر درُود بھیجتے رہتے ہیں (یعنی خدا[۱] اُن پر اپنی خاص الخاص بے شُمار رحمتیں نازل کرتا رہتا ہے' اُن[۲] پر بے حد مہربان ہے' اُن[۳] کی بے حد تعریفیں کرتا ہے' اُن[۴] کا نام بلند کرتا ہے اور اُن[۵] کے ہر کام میں اُن کی مدد فرماتا اور برکت[۶] عطا کرتا ہے اور خدا[۷] کے فرشتے اُس سے ایسا کرتے رہنے کی دُعا کرتے رہتے ہیں) تو اَے اِیمان لانے والو! تم بھی اُنؐ پر درُود بھیجو (یعنی تم بھی اَیسا ہی کرتے رہنے کی خدا سے دُعا کرتے رہو) اور اُن پر اَیسا بھرپُور آداب و سلام بھیجتے رہو جو حق

اللّٰہ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾

حضرت امام موسیٰؑ کاظم سے پوچھا گیا کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور مومنوں کی صلوات سے کیا مراد ہے؟ - امام نے فرمایا کہ "اللہ کی صلوات اس کا رحمت نازل فرمانا ہے - فرشتوں کی صلواۃ ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان ہے - اور مومنوں کی صلواۃ ان کے لئے دعا ہے" - (معانی الاخبار و تفسیر صافی صفحہ ۴۰۹ - بحوالہ ثواب الاعمال) -

امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کس طرح صلواۃ پڑھیں تو فرمایا یوں پڑھو۔

صلوات اللہ وصلوات ملائکتہ و انبیاءہ و رسلہ و جمیع خلقہ علی محمدٍ و آلِ محمدٍ والسلام علیہ وعلیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (یعنی اللہ کی صلوات و درود ہو اور ملائکہ اور انبیاء اور رسولوں ؑ اور تمام مخلوقات کی صلوات و درود ہو محمدؐ اور آل محمدؐ پر)

پھر پوچھا گیا کہ اس کا کیا ثواب ہوگا؟ آپ نے فرمایا "وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح کہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے" (معانی الاخبار)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۵۷
وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا
اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۵۸
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ
يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ

ہے آداب و تسلیمات بھیجنے کا۔ (یا) نبیؐ کے احکام کے سامنے پوری پوری طرح سرِ تسلیم خم کر دو ۵۶

رہے وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو تکلیف دیتے ہیں، اُن پر اللہ نے دُنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والی سزا تیار کر رکھی ہے ۵۷ اور جن لوگوں نے اِیماندار مَردوں اور ایماندار عورتوں کو بغیر کِسی جُرم وخطا کے تکلیف دی ہے، اُنھوں نے بلاشبہ ایک بہت بڑا بُہتان اور ایک صَریح کھُلے ہوئے گُناہ کا بوجھ اَپنے سَر لے لیا ہے ۵۸

اَے نبیؐ! اَپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اَپنے اُوپر اَپنی بڑی چادروں کے پَلّو لٹکا لیا کریں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

سوال: - آیت میں تو صرف نبیؐ پر درود کا حکم ہے - اس میں آلِ محمدؐ کیسے شامل ہوگئے؟ اصل میں آیت میں لفظ نبیؐ نہیں ہے بلکہ النبیؐ ہے - یہ الف لازم جنسی ہے یعنی اس میں نبی کی پوری جنس شامل ہے - جس طرح قرآن میں کہا گیا ہے کہ -

افلا یعلم اذا بعثر مافی القبور (سورۂ عادیات)

یعنی "کیا وہ نہیں جانتا کہ جب مردے قبر سے نکالے جائیں گے؟" تو اب سوال یہ ہے کہ جو لوگ قبروں میں دفن نہیں ہوئے جن کی راکھ دریا میں بہا دی گئی تھی یا جن کو درندے کھا گئے تھے؟ جواب یہی ہے کہ لفظ قبور نہیں فرمایا گیا بلکہ القبور فرمایا ہے - یہ الف لازم جنسی ہے - مطلب یہ ہے کہ قبر یا اس کی مثل جہاں بھی جسمِ انسانی کے اجزاء پوشیدہ ہوں گے،

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

(کیونکہ) یہ بہت زیادہ[1] مناسب طریقہ ہے تاکہ
وہ[2] پہچان لی جائیں (کہ وہ شریف عورتیں ہیں،
بازار کا مال نہیں، اور اِس طرح وہ) ستائی[3] نہ
جائیں۔ اور اللہ تو بڑا[4] معاف کرنے والا اور
بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے (یعنی پردہ
کے سبب خدا اُن کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے
گا اور اُن پر رحم فرمائے گا) (۵۹)

اگر منافق لوگ اور جن کے دِلوں میں بیماری
ہے اور جو مدینے میں جھوٹی افواہیں پھیلاتے
رہتے ہیں، وہ اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے
تو پھر ہم تمھیں[1] اُن کے خلاف حرکت میں لے
آئیں گے۔ پھر وہ[2] اِس شہر میں آپؐ کے پاس
نہ رہ سکیں گے[ل]، مگر بہت کم (۶۰) اُن[3] پر ہر طرف

يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾
لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ
ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

وہ سب نکالے جائیں گے، اسی طرح النبی پر
الف لازم جنسی ہے اور آل محمدؐ نبی کی جنس
میں شامل ہیں۔ اس لئے جس طرح نبی پر
صدقہ حرام ہے، آل نبی پر بھی صدقہ حرام
ہے۔ جس طرح نبی طاہر و مطہر ہیں، آل
نبی بھی طاہر و مطہر ہیں۔ اسی لئے رسولؐ
نے فرمایا حسینؑ منی۔ علی منی، حسینؑ مجھ
سے ہیں۔ علیؑ مجھ سے ہیں "فاطمہ میرا ٹکڑا
ہیں" (بخاری شریف)

امام رضا نے مامون رشید کے دربار
میں فرمایا کہ یاسین سے مراد رسولؐ ہیں اور
الیاس یعنی آل یاسین سے مراد ہم آل محمدؐ
ہیں (عیون اخبار الرضا)۔

***

[ل] فقہا نے نتیجہ نکالا کہ مومنین کے
درمیان افواہیں پھیلانے کی سزا میں شہر
بدر کیا جائے، جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔
(جصاص)

**

www.drhasanrizvi.org

سے لعنتوں، پھٹکاروں کی بوچھاڑ ہوگی۔ جہاں(۴)
کہیں بھی وہ پائے جائیں گے، پکڑ لئے جائیں گے۔
اور بُری(۵) طرح اور پوری پوری طرح قتل کئے جائیں
گے (۶۱) یہی اللہ کا طریقہ ہے، جو ایسے لوگوں کے
سلسلے میں پہلے ہی سے چلا آرہا ہے، اور تم اللہ
کے طریقۂ کار (سُنّت) میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے (۶۲)
لوگ آپؐ سے قیامت کے متعلّق پُوچھتے رہتے
ہیں تو آپؐ کہہ دیجئے کہ "اُس (کے آنے کے وقت)
کا عِلم صرف اللہ کے پاس ہے۔" اور آپؐ کو کیا
خبر کہ شاید وہ وقت قریب ہی آلگا ہو(۱) (۶۳)
بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ خدا نے اَبدی حقیقتوں کو
نہ ماننے والوں پر لعنت کی ہے (یعنی) کافروں
کو اپنی رحمت سے دُور کر دیا ہے، اور اُن

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾
يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ
اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾
اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾

---

(۱) محققین نے نتیجہ نکالا کہ قیامت کے دن کا علم کہ وہ کس دن ہوگی کسی مخلوق کو نہیں دیا گیا۔ مگر اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ علم غیب سے کوئی حصہ کسی کو نہیں ملا۔ نبی کے معنی، غیب کی خبریں دینے والے ہی کے ہوتے ہیں، بشارت اور نذارت دونوں غیب ہی کے شعبے ہیں۔ یہ غیب کا علم خدا ہی انبیاءؑ کو دیتا ہے۔ اب وہ غیب کا علم چاہے کسی کو دے اور چاہے کسی کو نہ دے (فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

کے لئے جہنّم کی بھڑکتی دَھکتی سُلگتی آگ بالکل
تیّار کر رکھّی ہے (۶۴) جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ
رہیں گے ۔ کوئی حِمایت کرنے والا ، سرپرست ،
دوست یا مددگار تک نہ پائیں گے (۶۵) جس دن
اُن کے چہروں کو آگ پر رکھ کر اُلٹا پُلٹا جائے گا
تو وہ چِلّائیں گے : " کاش ہم اللہ اور اُس کے
رسول ؐ کی اِطاعت کرتے[1] " (۶۶) پھر اُنھوں نے
کہا : " اَے ہمارے پالنے والے مالک ! حقیقتاً
ہم نے تو اَپنے سرداروں اور بڑے بڑے
لوگوں کی اِطاعت کی ، تو اُنھوں نے ہمیں سیدھے
صحیح راستے سے بھٹکا دیا (۶۷) اَے ہمارے مالک !
اِنھیں آپ دوگنی (چوگنی) سزا دیں ، اور اُن
پر سخت سے سخت لعنت اور پھٹکار کی بوچھاڑ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا (۶۵)
یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ
اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (۶۶)
وَ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا
السَّبِیْلَا (۶۷)
رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جب کافر دوزخ میں ڈال کر گھسیٹے جائیں گے تو ان کے چہرے آگ پر لٹنے پلٹنے لگیں گے ۔ اس وقت وہ بے حد افسوس کریں گے کہ ہم اسلام کیوں نہ لائے ۔ (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

فرمائیں ؏ (۶۸)

اَے اِیمان لانے والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے موسیٰؑ کو اذیت پہنچائی تو اللہ نے موسیٰؑ کو اُس سے جو اُن لوگوں نے بَکا تھا' بَری ثابت کیا۔ (کیونکہ) وہ اللہ کے یہاں بڑے آبرو رکھنے والے باعزّت (اِنسان) تھے (۶۹) (غرض) اَے ایماندارو! اللہ سے ڈرو اور بالکل ٹھیک بات کیا کرو (۷۰) (اِس طرح) وہ تمھارے لئے تمھارے کاموں کو ٹھیک اور درست کر دے گا اور تمھارے گُناہوں کو بھی معاف کر دے گا۔ؔ پس جو اللہ اور رُاس کے رسولؐ کی اِطاعت کرے گا اُس نے حقیقتاً بہت ہی بڑی کامیابی حاصل کی (۷۱)

۸ ع ۱۰ ۵

ع کَبِیۡرًا ﴿۶۸﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اٰذَوۡا مُوۡسٰی فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوۡا ؕ وَ کَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ وَجِیۡهًا ﴿۶۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿۷۰﴾ یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ﴿۷۱﴾

سؔہ مطلب یہ ہے کہ افراط و تفریط سے دور رہتے ہوئے عدل و اعتدال کے ساتھ سچی واضح دوٹوک بات منہ سے نکالا کرو۔ نیز یہ کہ یہ آیت وعدہ الہیٰ ہے۔ کہ تقویٰ اور قول صادق پر گناہوں کو معاف کیا جائے گا (قرطبی)۔

اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ تقیہ نہیں غلط ہے اس آیت کا تعلق ان باتوں سے ہے کہ جو کچھ فائدے حاصل کرنے کے لئے یا بڑے لوگوں کی ناراضگی سے بچنے کے لئے باتوں کو توڑ مروڑ کر پیچ پیچ باتیں کہی جاتی ہیں۔ تاکہ فائدے حاصل ہو جائیں۔ یاد رہے کہ تقیہ دفع ضرر کے لئے ہوتا ہے، فائدے حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ پھر نقصان کو بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ حق بات کے اظہار میں زیادہ نقصان ہے یا چھپانے میں زیادہ نقصان ہے؟ اگر چھپانے میں زیادہ نقصان ہو تو ظاہر کر دینا ضروری ہوتا ہے (فصل الخطاب)۔

***

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿۷۲﴾ لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

حقیقتاً ہم نے (شرعی ذمّہ داریوں، حقوق و فرائض اَدا کرنے، غرض خدا کی اِختیاری اِطاعت کرنے کی، اور اعلیٰ ترین معنی ہیں ولایت واِمامت کی) ایک اَمانت کو آسمانوں، زمین اورپہاڑوں کے سامنے پیش کیا، تو اُنھوں نے اِس کا بوجھ اُٹھانے سے اِنکار کر دیا۔ اور اِس (اَمانت) سے ڈر گئے۔ اور اِنسان نے اُسے اُٹھا لیا۔ حقیقتاً وہ بڑا بے باک اور نادان تھا[۱] ﴿۷۲﴾ (اب اِس بوجھ کے اُٹھانے کا لازمی منطقی) نتیجہ یہ ہوا کہ "منافق[۱] مَردوں، منافق عورتوں اور مُشرک مَردوں اور مُشرک عورتوں کو خدا سزا دے اور ایماندار[۲] مَردوں اور اِیماندار عورتوں کی توبہ قبول فرما کر اُن پر اَپنی توجّہ خاص اور نظرِ کرم فرمائے

[۱] اہل تحقیق کے نزدیک امانت سے مراد (۱) خدا کی اختیاری اطاعت ہے۔ (ابن کثیر ابن عباسؓ، معالم)۔ (۲) یا سارے دینی اصول وفرائض، امانت ہیں (قرطبی)۔ (۳) "امانت" سے ظاہری مراد شرعی ذمہ داری ہے۔ یعنی شریعت اور احکام خدا کا بوجھ اٹھانا (فتح الرحمن)

اور انسان کو ظالم، جاہل اس لئے کہا گیا کہ اتنا سخت بوجھ اٹھا کر اس نے بڑی نادانی کی اور اس کی ذمہ داریوں کو نہ پہچانا۔ یہ الفاظ مقام مذمت میں نہیں بلکہ ہمدردانہ ہیں۔ یعنی اس ذمہ داری کو اٹھا کر انسان نے خود کو کتنی تکلیف میں ڈال دیا (جلالین)۔

یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا (موضح القرآن)۔ (۵) اور اس کے یہ معنی بھی کہے گئے کہ انسان نے یہ بوجھ تو اٹھا لیا مگر پھر خیانت کی۔ یعنی اس بوجھ کا حق نہ ادا کر سکا (تبیان)۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

اٰيَاتُهَا (۵۴) (۳۴) سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ (۶) امانت سے (حقیقی) مراد ولایت ہے۔ (اسی لئے) جس کسی نے اس کا ناحق دعویٰ کیا وہ کافر ہو گیا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۱ بحوالہ عیون اخبار الرضا و معانی الاخبار از امام جعفر صادقؑ)

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ "امانت سے مراد حضرت علیؑ کی امامت (بھی) ہے" (الکافی)۔

حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ "ساتوں آسمانوں اور عرش سے خطاب ہوا کہ کیا تم یہ امانت اٹھاؤ گے؟ عرض کیا کہ اس میں کیا ہے؟ خدا نے فرمایا (۷) نیکی پر اجر و ثواب اور بدی پر مواخذہ و عذاب یہ سن کر سب نے عذر کیا" (ابن کثیر)۔

غرض اولین معنیٰ میں امانت سے مراد شرعی ذمہ داریاں اور اطاعت اختیاری ہے۔ اور اعلیٰ اور حقیقی معنیٰ میں امانت سے مراد ولایت و امامت ہے۔

***

(کیونکہ) اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بے حد مُسلسل رحم کرنے والا ہے (کیونکہ نفاق، کفر و شرک اور گناہ کرنا اُس اَمانت میں خیانت کرنا ہے۔ اور خدا و رسولؐ پر اِیمان کے تقاضوں کو پُورا کرنا، یعنی فرائضِ اِلٰہیہ کو ادا کرتے رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اُس اَمانت کا حق اَدا کرنا ہے، جِس پر خدا کی طرف سے معافی اور رحم کا وعدہ فرمایا گیا ہے ﴿۷۳﴾ ع

ع ۵ ۹ ۶

آیات ۵۴ سورۂ سبا مکّی رکوعات ۶

("سبا" کے ذکر والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سَب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بیحد مُسلسل رحم کرنے والا ہے ○

www.drhasanrizvi.org

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ① یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ②

ہر قسم کی تعریف اور شُکر اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے اور آخرت میں بھی اُسی کی ہر قسم کی تعریف ہو گی (یعنی دُنیا کی طرح آخرت میں بھی جو کچھ کِسی کو ملے گا اُسی کی عطا سے ملے گا۔ اِس لئے وہاں بھی خدا ہی ہر تعریف اور شُکر کا مستحق ہوگا) (کیونکہ) وہی دانائی اور گہری مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا اور ہر بات کا پُوری پُوری طرح جاننے والا ہے[1] ① وہ اُسے بھی جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو کچھ اُس سے باہر نِکلتا ہے، اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو اُس میں چڑھتا ہے[2]، اور وہ بڑا مہربان بھی ہے اور بڑا معاف کرنے والا بھی ②

[1] وہ حکیم ایسا کہ اس نے کائنات کے ذرے ذرے کو مصالح و منافع سے بھر دیا وہ خبیر یعنی جاننے والا ایسا کہ موجودات کے گہرے سے گہرے نقوش تک اس پر عیاں اور جس طرح دنیا میں مظاہر تکوینی کی وجہ سے قابل تعریف ہے، اسی طرح آخرت میں انکشاف حقائق پر بھی وہی قابل تعریف نظر آئے گا۔ یہ بھی کہا گیا کہ دنیا میں باعتبار تخلیق قابل تعریف ہے اور آخرت میں باعتبار کشف نتائج قابل تعریف ہے (ماجدی)۔

***

[2] "جو زمین کے اندر جاتا ہے" سے مراد بارش کا پانی، خزانے اور مردے ہیں — اور "جو زمین سے نکلتا ہے" سے مراد پانی، دھاتیں، نباتات، حیوانات ہیں — اور "جو آسمان سے اترتا ہے" سے مراد بارش، فرشتے اور رزق ہے اور "جو آسمان پر چڑھتا ہے" سے مراد لوگوں کے (نیک) اعمال دعائیں اور فرشتے ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۱)۔

***

www.drhasanrizvi.org

جو لوگ اَبدی حقیقتوں کے مُنکر ہیں (یعنی) کافر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قیامت ہم پر کبھی نہیں آئے گی۔ کہئے کہ کیوں نہیں؟ قسم میرے غیب کے جاننے والے (یا) چھُپی ہوئی باتوں کے جاننے والے مالک کی، کہ وہ ضرور تمھارے سامنے آ کر رہے گی۔ خدا سے کوئی ذرہ برابر چیز نہ آسمانوں میں چھُپی رہتی ہے اور نہ زمین میں، نہ ذرّے سے بڑی اور نہ اُس سے چھوٹی، سب کی سب چیزیں ایک روشن واضح رجسٹر میں درج ہیں[1] (۳) تاکہ اللہ بدلہ دے[2] اُن کو جو اَبدی حقیقتوں پر دل سے اِیمان لائے اور اَچھّے اچھے کام کرتے رہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے معافی اور اُن کو ڈھک[3] دینے والی چھائی ہوئی رحمتیں ہی

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ (۳)
لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "اول اول جب خدا نے قلم کو پیدا کیا تو اسے حکم دیا کہ لکھ پس جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا تھا۔ اس نے سب کچھ لکھ ڈالا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۲ بحوالہ تفسیر قمی)۔
یعنی علاوہ اس کے علم ذاتی کے خدائی رجسٹر میں بھی درج ہے۔ غرض کتاب مبین یعنی لوح محفوظ (روح)۔

***

[2] "لیجزی" میں لام عاقبت کا بھی ہو سکتا ہے اور تعلیل کا بھی۔

***

www.drhasanrizvi.org

رحمتیں بھی ہیں اور باعزّت (۳) عمدہ روزی بھی (۴)
اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں باتوں اور
دلیلوں کو نیچا دکھانے کے لئے زور لگایا (یا)
اُن کے مُقابلے کی کوشش کی، تو یہی وہ لوگ
ہیں جن کے لئے سخت قِسم کی تکلیف دینے والی
بدترین سزا ہے[۱] (۵)
اور جنھیں عِلم عطا ہوا ہے وہ (قرآن کو) خوب
جانتے ہیں جو تمھارے پالنے والے مالک کی
طرف سے تم پر اُتارا گیا ہے کہ وہ سراسر حقیقت
ہے اور وہ اُس خدا کا راستہ دکھاتا ہے[۲] جو
صاحبِ عزّت، زبردست طاقت والا بھی ہے،
اور تمام تعریفوں کا مستحق بھی (۶)
اور اَبدی حقیقتوں کے مُنکر (کافر) لوگوں سے

مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ﴿۴﴾
وَالَّذِيۡنَ سَعَوۡ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ
عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ ﴿۵﴾
وَيَرَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ
رَّبِّكَ هُوَ الۡحَـقَّ ۙ وَيَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ
الۡحَمِيۡدِ ﴿۶﴾
وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هَلۡ نَدُلُّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ

[۱] یعنی ایسے لوگوں کے لئے جو خدا کی آیتوں کو غلط یا جھوٹ ثابت کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں (روح عن ابن زید)۔

***

[۲] رویت یعنی دیکھنے کا تعلق صرف بصارت ظاہری ہی سے نہیں ہوتا۔ قلب و عقل بشری سے بھی ہوتا ہے۔ فہم بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ (امام راغب)

***

www.drhasanrizvi.org

یُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۷

أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۸

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ

یہ کہتے پھرتے ہیں کہ: "کیا ہم تمھیں ایسا آدمی
دِکھائیں جو تمھیں یہ خبر دیتا ہے کہ اُس وقت
جب تم (مَرنے کے بعد گل سَڑ کر) بالکل ذرّہ
ذرّہ ہو کر مُنتشر ہو چُکے ہو گے' تو پھر تم نئے
سِرے سے ضرور پیدا کیے جاؤ گے؟! ⑦ تو کیا یہ
اللہ پر جھُوٹی تُہمت لگاتا ہے؟ (یا) نہ معلوم
یہ شخص اللہ کے نام پر جھُوٹ گھڑتا ہے یا یہ
بالکل ہی دیوانہ ہو گیا ہے[۱]۔" (ایسا نہیں) بلکہ
(حقیقتاً) وہ آخرت ہی کو نہیں مانتے۔ وہ خدا
کے عذاب اور سخت گمراہی میں بہت ہی دُور
نِکل چُکے ہیں ⑧ کیا اُنھوں نے کبھی اُس آسمان
اور زمین کو نہیں دیکھا جو اُنھیں آگے پیچھے سے
گھیرے ہوئے ہے[۲]؟ اگر ہم چاہیں تو اُنھیں زمین

[۱] یہ سارا قول مشرک منکرین قیامت کا نقل ہو رہا ہے۔ کیونکہ ان کے ذہن میں قیامت کا کوئی تصور ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے رسولؐ سے قیامت کی باتیں سن کر سٹ پٹا جاتے اور کہتے کہ (۱) یا تو اس شخص نے یہ عقیدہ قیامت از خود گڑھ لیا ہے اور یا (۲) یہ دیوانہ ہو گیا ہے۔ اسی طرح آج کے روشن خیال سرپھرے بھی یہی فرض کر لیتے ہیں کہ دعویٰ رسالت صحیح تو بہر حال ہو نہیں سکتا اس لئے رسولؐ معاذ اللہ دھوکے باز ہیں (ماجدی)۔

***

[۲] جو ایسے ایسے اجرام سماوی کا پیدا کرنے والا ہے، تو کیا وہ چھوٹے چھوٹے انسانی اجسام کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہ ہوگا؟ مطلب یہ بھی ہے کہ وہ ہماری قدرت کی طرف نظر تو اٹھائیں۔ تاکہ ہماری باتوں کو جھٹلانے کے انجام سے ڈریں (تبیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑨
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ⑩
اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ

میں دھنسا کر رکھ دیں، یا آسمان کا کوئی ٹکڑا اُن
پر گرا دیں۔ درحقیقت اِس میں ایک بڑی دلیل
اور نشانی ہے اُس بندے کے لئے جو خدا سے لَو
ع ٩ ٧ لگانے والا (یا) اس کی طرف رجوع کرنے والا ہو ⑨
حقیقت یہ ہے کہ ہم نے داؤدؑ کو بڑی فضیلت
عطا کی (کہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دے دیا کہ) اے[1]
پہاڑو! اور اے[2] پرندو! اُن کے ساتھ تسبیح پڑھو
اور ہم[3] نے لوہے تک کو اُن کے لئے نرم کر دیا ⑩
(اَب اِس کا شکریہ ہے) کہ بناؤ[1] بڑی بڑی زرہیں
اور اُن[2] کی کڑیاں جوڑنے میں ٹھیک تناسب کا
خیال رکھو، اور تم[3] لوگ نیک کام کرتے رہو (اس
لئے کہ) جو کچھ بھی تم کرتے ہو، میں تمہارے کاموں
کا خوب اچھی طرح دیکھنے والا ہوں (معلوم ہوا

۱؎ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "حضرت داؤدؑ جب جنگلوں سے گزرتے اور زبور پڑھتے تو پہاڑ، پرندے اور وحشی جانور تک سب تسبیح پڑھنے لگتے۔ خدا نے لوہے کو ان کے لئے مثل موم کے نرم کر دیا تھا۔ وہ جو چاہتے لوہے سے بنا لیتے۔ اور تمام پہاڑ ان کے ساتھ ساتھ تسبیح پڑھتے تھے (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۲ بحوالہ تفسیر قمی)۔

یہ تسبیح تسبیح شانی و حالی نہیں ہے۔ ورنہ خاص حضرت داؤد کے ساتھ تسبیح کرنے کے کیا معنی ہوئے؟ اور نہ یہ داؤد کی صدائے بازگشت ہے۔ اس لئے کہ ایسی آواز تو ہر کسی تسبیح سے پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ وہی تسبیح ہے کہ جیسی آواز رسول کے لئے سنگریزوں سے پیدا ہو گئی تھی (تفسیر کبیر امام رازی و فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

که خدا کی نعمتوں سے لوگوں کو فائدے پہنچانا اور
نیک کام کرتے رہنا ہی اُن نعمتوں کا شکرانہ ہے[۱] (۱۱)
اور سلیمانؑ کے لئے ہم نے ہَوا[(۱)] کو اُن کے
قبضے میں دے دیا۔ جس کا صرف صُبح کا سفر ایک
مہینے راہ چلنے کے برابر تھا۔ اور اُس کے شام کے
وقت کا سفر بھی ایک مہینہ راہ چلنے کے برابر تھا۔
پھر[(۲)] اُن کے لئے ہم نے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ
بھی بہا دیا۔ اور اُن کے پاس ایسے ایسے جِن[(۳)] تھے
جو اُن کے پالنے والے مالک کے حکم سے اُن کے
سامنے (عاجزی سے) کام کرتے رہتے تھے[۲]۔ اور
اُن میں سے جو ہمارے حکم کی خلاف ورزی کرتا۔
تو ہم اُسے جلتی بھڑکتی آگ کا مزہ چکھا دیتے (۱۲)
وہ[(۴)] اُن کے لئے جو کچھ وہ چاہتے تھے بناتے تھے۔

اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۱۱)
وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ
اَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ۗ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ
یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۗ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ
مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ (۱۲)
یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَ

[۱] محققین نے نتیجے نکالے (۱) صناعی اور دستکاری شانِ نبوت تک کے منافی نہیں تو شانِ ولایت یا شانِ ایمانی کے منافی کیسے ہو سکتی ہے۔ (۲) خرقِ عادات ممکن ہے (۳) دستکاری سے کمانا افضل ہے (۴) ہر کام میں اعتدال، انتظام اور تناسب ضروری ہے (تھانوی)۔

***

[۲] یہ کہنا کہ جن قوی ہیکل مضبوط انسان کو بھی کہتے ہیں، عربی محاورے کے اعتبار سے بالکل غلط ہے (امام رازی) فقہا نے نتیجہ نکالا کہ تسخیرِ جنات اگر کسی عمل وغیرہ کے ذریعہ نہ ہو اور محض منجانب اللہ ہو، تو عبدیت کے منافی نہیں (تھانوی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

(مثلاً) محرابیں، مجسّمے[1]، اُونچی اُونچی عمارتیں، تصویریں، حَوضوں جیسے بڑے بڑے پیالے اور اپنی جگہ سے نہ ہَٹ سکنے (یا) گڑی رہنے والی بھاری بھاری دیگیں۔ (پس) اَے آلِ داوٗدؑ! خدا کا شُکر اَدا کرو (یا) شُکر گزار بَندوں کی طرح کام کرو (یعنی خدا کی نعمتوں کو خدا کی مَرضی کے مطابق اِستعمال کرو) مگر میرے بَندوں میں بہت ہی کم ہیں جو شُکر گزار ہیں (۱۳)

پھر جب سلیمانؑ پر ہم نے مَوت کا حُکم جاری کر دیا تو جِنوں کو اُن کی مَوت کا پتہ دینے والی کوئی چیز نہ تھی، سِوا زمین پر چلنے والی (دیمک) کے جو اُن کی لاٹھی کو کھائے جا رہی تھی[2]۔ تو جب وہ (کھڑے کھڑے) گر پڑے

جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

[1] مجسمے بنانا پچھلی شریعتوں میں حرام نہ تھے (جصاص)۔ بعض فقہانے اس سے تصویر سازی کا جواز بھی ثابت کیا ہے۔ اور دوسروں نے رد کیا ہے (بحر)۔

ایک روایت یہ بھی لکھی گئی کہ یہ مجسمے انبیاء ملائکہ اور صالحین کے تھے۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ یہ مجسمے صرف یادگار کے طور پر بنائے گئے تھے۔ برساتوں میں یہ مجسمے لوگ گھر کے اندر رکھ لیتے تھے پھر عبادت کے وقت سامنے رکھنے لگے۔ آنے والی نسلوں نے یہ سمجھا کہ ان ہی کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس طرح بت پرستی شروع ہوئی۔

***

[2] اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلیمانؑ اپنے عصا پر تکیہ کیے کھڑے تھے اور انہوں نے جنوں سے کہا تھا کہ تم اپنے کام میں مصروف رہو۔ ادھر کھڑے کھڑے ان کی روح قبض ہو گئی مگر جنات اپنا کام اس لئے کرتے رہے کہ وہ حضرت سلیمان کو کھڑا دیکھ رہے تھے آخر کار دیمک نے عصا کو کھا لیا تو عصا ٹوٹ گئی۔ اور ان کا جسم زمین پر گر پڑا تب جن سمجھے کہ ہم خواہ مخواہ کام کرتے رہے (فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا
فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝۱۴
لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ
وَّشِمَالٍ ۥ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ
طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝۱۵
فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ

تب کہیں جنّات سمجھے کہ اگر وہ (جن) غیب
کے جاننے والے ہوتے تو اِس ذِلّت کے عذاب
میں اتنے عرصے تک نہ پڑے رہتے (۱۴)
حقیقت یہ ہے کہ سبا والوں کے لئے تو اُن
کے اَپنے. اَپنے بَسنے کی جگہ ہی میں (خدا کی
قدرت کی) ایک بڑی نِشانی موجود تھی۔ دُو[۲]
باغ تھے دائیں اور بائیں[ك]۔ کھاؤ اَپنے پالنے
والے مالک کے دئے ہوئے رزق سے۔ اوراُسی
کا شُکر ادا کرتے رہو۔ کہ (تمھارا) شہر پاک و
صاف ہے اور (تمھارا) پالنے والا مالک ہے
بڑا معاف کرنے والا اور اَپنی رحمتوں سے ڈھانپ
لینے والا (۱۵) مگر وہ مُنہ موڑ گئے۔ آخر کار ہم نے
اُن پر زور شور کا بند توڑ سیلاب بھیجا[۲] اور

ك۱ مورخین نے لکھا کہ ان باغوں کی وسعت ۳۰۰ میل مربع کی تھی۔ یہ سارے کا سارا علاقہ خوشبوؤں، درختوں، پھلوں، پھولوں سے لدا بھرا تھا۔ "سبا" یمن کے علاقے کو کہتے ہیں۔ جو خدا کی صناعی اور قدرت کی دلیل تھا (بیضاوی)

***

ك۲ سرِ مآرب، ایک تاریخی بند ہے۔ جو پہاڑوں کے پانی کو روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ مآرب ملک سبا کا تخت سلطنت تھا جو موجودہ شہر صنعاء سے ۶۰ میل مشرق میں سمندر سے ۳۹۰۰ فٹ بلند ہے۔ قوم سبا ایک متمول متمدن قوم تھی اور یہ بند کئی میل لمبا تھا جو ظہور اسلام سے قبل ۵۴۲ء میں ٹوٹا۔ اس کی تباہی کے آثار صدیوں بعد تک قائم رہے۔ یہ بند ۱۵۰ فٹ لمبا اور ۵۰ فٹ چوڑا تھا۔ روایتوں میں آتا ہے کہ انصار مدینہ یعنی قبائل اوس وخزرج انہیں اہل سبا کی اولاد تھے جو بند ٹوٹنے پر ادھر نکل آئے تھے (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ
مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ﴿١٦﴾
ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا
الْكَفُورَ ﴿١٧﴾
وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

اُن کے (اعلیٰ قسم کے) دو[۲] باغوں کو ایسے (گھٹیا) باغوں سے بدل دیا جن کے پھل کڑوے تھے اور جھاؤ کے کچھ درخت تھے اور کچھ درخت تھے بہت ہی تھوڑی بیریوں والے ⑯ یہ تھی اُن کے کُفر (یعنی) اِنکارِ حق اور ناشُکری کی سزا، جو ہم نے اُن کو دی[۱]۔ اور کیا ناشُکرے اِنسان کے سِوا اَیسا بدلہ ہم کسی اور کو دیتے ہیں؟ (یا) اور ناشُکرے اِنسان کے سِوا اَیسا بَدلہ ہم اور کِسی کو نہیں دیتے ⑰

پھر ہم نے اُن کے اور اُن کی بستیوں کے درمیان نمایاں اور مسلسل بستیاں بَسادی تھیں، جن کو ہم نے برکت عطا کی تھی (مُراد شام اور فلسطین کا علاقہ ہے) اور اُن میں

[۱] یمن میں ایک دریا تھا۔ حضرت سلیمان نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ اس میٹھے پانی والے دریا سے ایک خلیج کھودیں۔ پس جنوں نے تعمیل کی اور پتھروں سے ایک بہت بڑا بند باندھا۔ جس سے نہریں نکلتی تھیں۔ اس کے دائیں بائیں باغات ہو گئے۔ اتنے لمبے کہ چلنے والا دس دن تک چلتا جائے تو اس پر دھوپ نہ پڑے۔ لیکن جب ان لوگوں نے گناہ کیے اور خدا کے حکم سے سرکشی کی اور نیک لوگوں کے منع کرنے سے باز بھی نہ آئے تو اللہ نے ان پر گھونس جو ایک بڑا چوہا ہوتا ہے مسلط کر دیا۔ اس نے پتھروں کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ یہاں تک کہ سارے کا سارا بند خراب ہو گیا۔ اور ایک بہت بڑا سیلاب آگیا۔ اس نے ان سب کو ڈبو دیا اور علاقہ ویران ہو گیا۔ (خس کم جہاں پاک) (تفسیر صافی صفحہ ۱۳۳ بحوالہ تفسیر قمی)۔

***

آمد و رفت کا سِلسلہ بھی قائم کر دیا تھا[ے] (یا)
اُن میں سفر کی مُسافتیں ایک اندازے پر رکھ
دی تھیں (یعنی وہ بستیاں بہت دُور دُور نہ
تھیں بلکہ متّصل تھیں) رات دِن اِن راستوں
میں چلو پھرو، پُورے امن و عافیت کے ساتھ (۱۸) مگر
اُنھوں نے کہا: "اے ہمارے پالنے والے مالک!
ہمارے سفر کی مُسافتیں لمبی لمبی کر دے۔ غرض
اُنھوں نے خود اَپنے اُوپر ظلم کیا (یعنی بہت
گناہ کیے) تو ہم نے انھیں افسانہ بنا کر رکھ دیا
اور اُن کے پُوری پُوری طرح پَرخچے اُڑا دیئے
(یا) اُن کو بُری طرح تِتّر بِتّر کر کے مُنتشر کر
ڈالا۔ حقیقتاً اِس میں دلیلیں اور نشانیاں ہیں
ہر اُس شخص کے لئے جو بڑا صبر کرنے والا او

قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا
لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ﴿١٨﴾
فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ
فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾

ے حضرت امام مہدیؑ نے فرمایا "خدا کی قسم۔ ہم (محمدؐ وآل محمدؐ) ہی وہ بستیاں ہیں جن میں اللہ نے برکت دی ہے اور ظاہری بستیاں تم (ہمارے ماننے والے) ہو۔" (اکمال الدین)۔

امام زین العابدین سے روایت ہے کہ "بستی" سے مراد رجال یعنی لوگ ہیں۔ پھر آپ نے قرآن سے وہ ساری آیتیں پڑھیں جو اسی معنی میں وارد ہوئی ہیں "امامؑ سے پوچھا گیا کہ "وہ رجال کون ہیں؟" فرمایا "وہ ہم ہیں۔ کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا کہ فرمایا "رات دن ان راستوں میں چلو پھرو، پورے امن وعافیت کے ساتھ" یعنی ہر ہر غلطی سے محفوظ ہو کر (ہماری اطاعت اور پیروی میں بالکل محفوظ ہو کر زندگی بسر کرو) (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۴)۔

***

www.drhasanrizvi.org

شُکر اَدا کرنے والا ہو (۱۹) اور شیطان نے اَپنا
خیال اُن کے بارے میں سچّا ثابت کر دکھایا
کہ بالآخر اُنھوں نے شیطان ہی کی پیروی کی،
سِوا مومنوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے، (۲۰)
جن پر شیطان کو کوئی قابو حاصل نہ تھا۔ مگر
جو کچھ ہوا وہ اِس لئے ہوا کہ ہم یہ دیکھنا
چاہتے تھے کہ کون آخرت کا ماننے والا ہے اور
کون اُس کے متعلّق شک میں پڑا ہوا ہے[1]،
جب کہ تمھارا پالنے والا مالک ہر چیز پر نگراں
اور نگہبان ہے (۲۱) ع ۲/۱۲/۸
(مُشرکین سے) کہیئے کہ پُکارو اَپنے اُن خداؤں
کو جنھیں تم اللہ کے سِوا اَپنا خدا سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ
نہ تو ایک ذرّہ بھر قدرت رکھتے ہیں[2] آسمانوں

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا
فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾
وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن
يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ ع ۲/۱۲/۸
قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ

---

[1] یعنی خدا نے شیطان کی دسترس اس لئے ان پر ہونے دی تاکہ ان کا امتحان ہو سکے اور اس طرح مومن اور غیر مومن میں امتیاز ہو جائے۔ اس بات کو اس طرح فرمایا کہ "ہم جان لیں کہ کون مومن ہے اور کون غیر مومن" (تبیان)

***

[2] شرک کی جتنی قسمیں پھیلی ہوئی تھیں اس میں ان سب کی تردید آ گئی۔ کہ نہ تو کوئی ذات کسی چیز کی مستقلاً مالک ہے، سوا خدا کے، اور نہ کسی کو خدا نے اپنے اختیارات سونپ دیئے ہیں اور خود معطل ہو گیا ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الۡاَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ
فِيۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِيۡرٍ ﴿۲۲﴾
وَلَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى
اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ قَالُوۡا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمۡ ؕ قَالُوا
الۡحَقَّ ۚ وَهُوَ الۡعَلِيُّ الۡكَبِيۡرُ ﴿۲۳﴾

ہیں اور نہ زمین ہیں (یا) وہ نہ تو آسمانوں
ہیں کسی ذرّہ برابر چیز کے مالک ہیں،[1] اور نہ
زمین ہیں۔ وہ آسمان و زمین کی ملکیّت میں
شریک نہیں ہیں۔ اور نہ اُن ہیں سے کوئی اللہ
کا مددگار ہے ﴿۲۲﴾ اور اللہ کے ہاں کوئی سفارش
فائدہ نہیں دیتی، مگر سِوا اُس شخص (کی سفارش)
کے جس کو خدا نے سفارش کرنے کی اِجازت دی
ہو[1]۔ یہاں تک کہ جب اُن (لوگوں اور فرشتوں) کے
دلوں سے گھبراہٹ[2] دُور کر دی جائے گی، تو وہ
(سفارش کرنے والوں سے) پوچھیں گے کہ تمھارے
مالک نے کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے کہ اُس
نے ٹھیک کہا تھا (کیونکہ) وہ اونچا بھی ہے اور
بہت بڑا بھی ﴿۲۳﴾

[1] اس کے دو معنی ہیں (۱) "جسے وہ اجازت دے" یعنی صرف اسی کی شفاعت قبول ہو گی جسے شفاعت کرنے کی اجازت ہو گی۔ (۲) دوسرا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "جس کے لئے وہ اجازت دے" یعنی صرف اس کے لئے شفاعت کام آئے گی جس کے لئے خدا اجازت دے گا کہ اس کی شفاعت کی جائے (فصل الخطاب)

***

[2] جب ملائکہ جیسی مخلوق کا یہ حال ہیبت الہٰی سے ہو گا تو پھر ہمارا کیا حال ہو گا! (اللہ امان میں رکھے)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) ہیبت مانع فہم ہوتی ہے (۲) ہیبت کبھی اسقدر مانع فہم ہو جاتی ہے کہ انسان کو معذور قرار دینا پڑتا ہے جیسے اہل حال کو (تھانوی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اُن سے پُوچھو: "کون تم کو آسمانوں اور زمین میں رِزق دیتا ہے؟" کہئے: "اللہ"۔ اب ہم میں اور تم میں کوئی ایک گروہ ہی ہدایت پر ہے اور (دُوسرا گروہ لازمی طور پر) کھُلی ہوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہے (۲۴) کہئے کہ "جو جُرم ہم نے کیا ہوگا اُس کو تم سے نہیں پُوچھا جائے گا" اور جو کچھ تم کر رہے ہو، اُس کی جواب طلبی ہم سے نہیں کی جائے گی"[1] (۲۵) کہئے کہ: "ہم سب کو ہمارا پالنے والا مالک ایک جگہ جمع کرے گا اور پھر ہمارے درمیان بالکل ٹھیک فیصلہ کردے گا (کیونکہ) وہ ایسا زبردست فیصلہ کرنے والا ہے جو سب کچھ جانتا ہے"[2] (۲۶) اُن سے کہئے "ذرا مجھے اُنھیں دکھاؤ تو سہی[3] جنھیں تم نے خدا

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ
اِنَّآ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾
قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَ
هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۶﴾
قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ

۱؎ محققین نے نتیجہ نکالا کہ ہر شخص ذاتی طور پر اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔
یہ رواداری اور انصاف کی انتہا دیکھئیے کہ خود اپنی طرف بھی جرم کی نسبت دے کر جرم فرض کیا گیا کہ "اگر ہم مجرم ہیں تو" تاکہ فریق مخالف کو ناگواری نہ ہو اور انصاف کا تقاضا پورا ہو جائے۔

***

۲؎ آخر میں کہا کہ "حساب کے وقت سب کو ایک جگہ جمع کرے گا" پھر فیصلہ کے بعد ایک گروہ جنت میں چلا جائے گا اور دوسرا گروہ جہنم میں (ماجدی)۔

***

۳؎ خدائے حقیقی کے بارے میں تو کفار بھی جانتے تھے کہ اس کو دیکھا نہیں جا سکتا اس لئے وہ جواب میں یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ تم اپنے خدا کو دکھاؤ۔ اس لئے کہ خدا کہتے ہی اس کو ہیں جس کو دیکھنے کے لئے بصیرت کی آنکھیں درکار ہیں۔ بقول اقبال

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

***

www.drhasanrizvi.org

کے ساتھ شریک بنا کر ملایا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں
ہے۔ زبردست طاقت اور عزّت والا اور گہری
مصلحتوں کے مُطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک
ٹھیک کام کرنے والا 'حکیم' تو بس وہ اللہ ہی ہے (۲۷)
اور ہم نے آپؐ کو نہیں بھیجا ہے مگر تمام
نوعِ اِنسانی کے لئے[1] (اچّھے کاموں کے اچّھے نتائج
کی) خوشخبری دینے والا اور (بُرے کاموں کے بُرے
نتائج سے) ڈرانے والا (بنا کر) مگر اکثر لوگ
جانتے نہیں (۲۸) پھر وہ تم سے کہتے ہیں کہ یہ
(قیامت کا) وعدہ کب پُورا ہو گا' اگر تم سچّے
ہو؟ (۲۹) کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے ایک ایسے
دن کے وعدہ کی میعاد مُقرّر ہے جس سے نہ تم
ایک لمحہ پیچھے جا سکتے ہو' اور نہ ایک لمحہ آگے

اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۷)
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّ
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۲۸)
وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ (۲۹)
قُلْ لَّكُمْ مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً

---

[1] محققین نے نتیجے نکالے کہ (۱) رسول خدا تمام نوع انسانی کے لئے بھیجے گئے تھے (۲) پھر جب اس میں سے زمان و مکان کی قید بھی نکال دی جائے تو اسی سے ختم نبوت بھی ثابت ہو جائے گی۔ یعنی آپ کی ذات سے نبوت و رسالت کے مقصد کی تکمیل ہو گئی۔ اب نہ اس دور میں اور نہ کسی اور وقت کسی نبی یا رسولؐ کی آئندہ کوئی ضرورت نہیں۔ (فصل الخطاب)۔

اتنی صراحت کے ساتھ عالمگیر پیغام ہونے کا دعویٰ کسی دین نے نہیں کیا۔ یہ خصوصیت آسمانی کتابوں میں صرف قرآن کو حاصل ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "خدا نے رسولؐ خدا اور دوسرے انبیاءؑ مثلاً حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، و حضرت عیسیٰؑ کو شریعتیں عطا کیں لیکن ہمارے رسولؐ کو تمام مخلوقات کی طرف خواہ کالے ہوں کہ گورے، جن ہوں یا انسان، سب کی طرف بھیجا"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۴ بحوالہ کافی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

بڑھ سکتے ہو (یا) کہئے، کہ تمھارے لئے ایک
ایسے دن کا وعدہ مقرر ہے جس کے آنے میں
نہ تو ایک سیکنڈ بھر کی تم تاخیر کر سکتے ہو
اور نہ ایک سیکنڈ پہلے اسے لا سکتے ہو[۱] ﴿۳۰﴾ ع ۳ ۹ ۹
اور کافروں نے کہا کہ: "ہم ہرگز اس
قرآن کو نہ مانیں گے اور نہ اس سے پہلے کی
آئی ہوئی کسی کتاب کو تسلیم کریں گے۔" کاش
تم دیکھتے اس حالت کو کہ جب یہ ظالم اپنے
پالنے والے مالک کے سامنے کھڑے کئے جائیں
گے تو ان میں کا ہر ایک دوسرے سے سوال
جواب کر رہا ہوگا (یا) ان میں سے ہر ایک
دوسرے کی بات کو لوٹا کر رد کر رہا ہوگا غرض
جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے

وَلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۳ ۹

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا
بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ

---

[۱] بعض جماعتوں نے، میعاد، کے لفظ کے اردو معنی لے کر آیت سے یہ نتیجہ نکالا کہ قیامت تک ایک دن کی میعاد ہے۔ اور دوسری آیتوں سے ثابت کیا کہ خدا کے ہاں ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے، اس لئے دین اسلام اور امت محمدیؐ کی عمر ایک ایک ہزار سال ہے۔ اس کے بعد کوئی دوسرا رہبر آئے گا۔ شریعت محمدی منسوخ ہو گی۔ اور یہ نتیجہ بھی نکالا کہ نئے رہبر کا آنا ہی قیامت کا آنا ہے بہائی لٹریچر کی عمارت اسی دلیل پر کھڑی ہے۔ جو قطعی بے بنیاد ہے۔ اس لئے کہ عربی میں میعاد کے وہ معنی ہی نہیں ہیں جو اردو یا فارسی میں ہیں، عربی میں میعاد کے معنی وعدہ کے ہیں۔ اسی وعدہ کو دوسری جگہ قرآن میں یوم القیامتہ ، بھی کہا گیا ہے (فصل الخطاب)۔

جاہل تہذیبوں کا سب سے بڑا فتنہ یہی آخرت فراموشی اور آخرت بیزاری ہے۔ جو سب گمراہ قوموں کا مشترک سرمایہ ہے (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

بننے والوں سے کہیں گے: "اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہم (خدا و رسولؐ پر) ایمان لے آئے ہوتے"[1] (۳۱) تو جو لوگ بڑے بنے ہوئے تھے وہ جواب دیں گے: "کیا ہم نے تم کو ہدایت پانے سے روک رکھا تھا، جب کہ وہ (خود) تمھارے پاس آئی تھی؟ (ایسا نہیں) بلکہ تم خود اپنے جُرم کے ذمّہ دار تھے"[2] (۳۲) تو جو لوگ دبا کر کمزور بنا دئے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے: "(ایسا نہیں)۔ بلکہ یہ (تمھاری) دِن رات کی مکّاری، بدمعاشی اور تدبیریں تھیں، جب تم ہم کو یہ حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کُفر کریں (یعنی اللہ اور اُس کی نعمتوں کا اِنکار کریں) اور دوسروں کو اُس کے ساتھ شریک

اَنۡتُمۡ لَكُنَّا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۳۱﴾
قَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡۤا اَنَحۡنُ صَدَدۡنٰكُمۡ
عَنِ الۡهُدٰى بَعۡدَ اِذۡ جَآءَكُمۡ بَلۡ كُنۡتُمۡ مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۲﴾
وَقَالَ الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِلَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا بَلۡ مَكۡرُ
الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ اِذۡ تَاۡمُرُوۡنَنَاۤ اَنۡ نَّكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجۡعَلَ لَهٗۤ

---

[1] محققین نے لکھا کہ: مشرکوں کو اعتراض صرف ذاتِ محمدؐ پر ہی نہ تھا بلکہ وہ نفسِ نبوت کے تخیل ہی کے انکاری تھے۔

***

[2] سوال یہ ہے کہ اگر کسی پر زبردستی کی گئی ہو کہ وہ کفر اختیار کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان کا محل تو قلب ہے اور قلب پر جبر ممکن نہیں (تھانوی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اَنۡدَادًا وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ ؕ وَ جَعَلۡنَا الۡاَغۡلٰلَ فِیۡۤ اَعۡنَاقِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ هَلۡ یُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۳۳﴾

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡ قَرۡیَۃٍ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ اِلَّا قَالَ مُتۡرَفُوۡهَاۤ

ٹھہرائیں ء۔" آخر کار جب وہ اللہ کے عذاب کو (اپنی آنکھوں سے آتا) دیکھ لیں گے تو اپنے دل ہی دل میں خوب خوب پچھتائیں گے[ل]۔ تو ہم اُن کی گردنوں میں زنجیریں اور طوق ڈال دیں گے جنھوں نے ابدی حقیقتوں سے کُفر و اِنکار اور (خدا و رسول ؐ سے) ناشُکری کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ کیا لوگوں کو اُن کے کاموں جیسے بدلے کے سوا کوئی اور بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ غرض بالکل ویسی ہی سزا وہ پائیں گے (جیسے کام وہ کیا کرتے تھے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی) ﴿۳۳﴾

اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی بستی میں کوئی (بُرے کاموں کے بُرے انجام کے سامنے آنے سے پہلے) ڈرانے والا نبیؐ بھیجا ہو اور اُس

ل محققین نے نتیجہ نکالا کہ دل میں لپنے قصور پر سب قائل ہوں گے، چھوٹے ہوں کہ بڑے، اپنی اپنی ذمہ داری سب محسوس کر رہے ہوں گے۔ البتہ ایک دوسرے کے طعنوں کے خوف سے اپنی شرمندگی کو چھپا رہے ہوں گے۔ تاکہ مزید رسوائی نہ ہو (ماجدی)۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ "کفار و منافقین دوزخ میں بھی اپنی شرمندگی کو چھپائیں گے (کیونکہ وہ) دشمنوں کی باتوں اور طعنوں کو برا جانیں گے (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۵ بحوالہ تفسیر قمی)۔

یہ انسان کی کمزوری اور ترکیب ہے کہ جب کچھ بن نہیں پاتا تو پوری ذمہ داری تقدیر اور گردش لیل و نہار پر ڈال دیا کرتا ہے یہاں بھی یہی حال ہے کہ ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہراتے ٹھہراتے آخر میں زمانے کو ذمہ دار بنا دیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی برائی کے خود ذمہ داری نہیں۔ پہلے تو لیڈر ذمہ دار ہے پھر زمانہ۔ بقول شاعر

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی
جو چاہیں ہیں سو آپ کریں ہیں، ہم کو عبث بدنام کیا

***

www.drhasanrizvi.org

بستی کے کھاتے پیتے مالداروں نے یہ نہ کہا ہو کہ "یہ جو پیغام تم لائے ہو، ہم اس کو بالکل نہیں مانتے" ۳۴ اُنھوں نے ہمیشہ یہی کہا: "ہم تم سے زیادہ مال اور اولاد رکھتے ہیں[1]۔ اور ہم ہرگز سزا پانے والے بھی نہیں ہیں" ۳۵ آپ اُن سے کہئے کہ: "میرا پالنے والا مالک جسے چاہتا ہے رِزق میں وُسعت عطا فرماتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے نَپا تُلا رِزق تنگی سے عطا کرتا ہے۔ مگر اکثر لوگ اِس حقیقت کو نہیں جانتے (یعنی وہ یہ نہیں جانتے کہ خدا کے اِمتحان لینے کے یہ دُو[2] طریقے ہیں کہ کسی کو وسیع روزی دے کر اُس کی شکرگزاری کا امتحان لیتا ہے اور کسی کا تنگ روزی کے ذریعہ صبر کا اِمتحان لیتا ہے) ۳۶ ع

ع ۱۰

اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۳۴

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۳۵

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۶ ع

---

[1] حضرت علیؑ نے فرمایا "ہر امتوں کے مالدار لوگوں نے ہمیشہ خدا کی نعمتوں پر بے جا فخر کیا ہے، اور ہمیشہ یہی کہا ہے کہ "ہم مال اور اولاد میں تم سے بہت زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب نہ آئے گا" پس اگر تعصب (یعنی لوگوں پر اپنی برتری جتانا) ہی ضروری ہے تو قابل تعریف کاموں اور نیکی کی باتوں میں ایسا کرنا چاہیئے ۔ اتنا تو عرب کے مختلف جاہل قبائل اور سردار بھی جانتے تھے اور انہیں اوصاف میں اپنی برتری ثابت کیا کرتے تھے (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۵ بحوالہ نہج البلاغہ)۔

[2] محققین نے لکھا کہ: قرآن نے بار بار یہ ثابت کیا ہے کہ ظاہری خوشحالی ہرگز دلیل صدق و حقانیت نہیں ہوتی جیسا کہ اکثر اہل جاہلیت سمجھتے ہیں۔ یہ انتظامات تو تمامتر خدا کی مشیت تکوینی اور مصالح انتظامی کے ماتحت ہوتے ہیں (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۳۷

اور تمہارے یہ مال اور اَولاد تمھیں ہم سے قریب کرنے والی چیزیں نہیں ہیں، مگر وہ جو اِیمان لائے، اور اَچّھے اَچّھے کام کرے (یعنی اللہ[1] سے قریب کرنے والی چیزیں مال اور اَولاد نہیں ہیں بلکہ اِیمان اور عمِل صالح ہیں۔ اور[2] دُوسرے معنی یہ ہیں کہ مال اور اَولاد صرف مومِن صالح کے لئے خدا کے قُرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مال کو اللہ کی مرضی کے مطابق حاصل کرے اور اِستعمال کرے، اور اولاد کو اَچھّی تعلیم اور دینی تربیّت دے) یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے کاموں کی دوگنی (چوگنی، کئی کئی گُنا) جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں اور (جنّت کے) اُونچے درجوں میں، بڑے سکون و اطمینان کے عالم میں رہیں گے ۳۷

[1] ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ کے سامنے امیر آدمیوں کی مذمت کی۔ امام نے فرمایا "خاموش ہو جا۔ کیونکہ اگر امیر آدمی صلہ رحمی کرنے والا ہو (یعنی اپنے رشتہ داروں کی خدمت کرنے والا ہو) اور اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچانے والا ہو، تو اللہ اس کو دوہرا اجر دے گا۔ جیسا کہ اس آیت میں خدا نے فرما دیا ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۵ بحوالہ تفسیر قمی)۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ باوجود کوشش کے دولت کا ملنا یا دولت سے محروم رہنا بطور امتحان ہوتا ہے۔ اور اللہ کی مشیت کے تحت ہوتا ہے۔ جسے جاہل لوگ خدا کی رضا سمجھتے ہیں۔ جب کہ اس کا تعلق خدا کی مشیت تکوینی سے ہے۔ اسی جہالت کے لئے کہا گیا ہے کہ "زیادہ تر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے" پھر اسی کی اور وضاحت کی گئی کہ "مال اولاد کی کثرت خدا سے قریب نہیں کرتی" جو چیز خدا سے نزدیک کرنے والی ہے وہ انسان کا ایمان اور عمل صالح ہے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

اور جو لوگ ہماری باتوں، نشانیوں، دلیلوں اور آیتوں کو نیچا دِکھانے اور اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں وہ خدائی سزا (یا) عذاب میں حاضر کئے جائیں گے ﴿٣٨﴾

اُن سے کہہ دیجئے کہ "میرا پالنے والا مالک اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے اُس کے رِزق میں وُسعت عطا فرماتا ہے (یا) میرا رب اپنے بندوں میں سے جِسے چاہتا ہے کھُلا رِزق دے دیتا ہے، اور جِسے چاہتا ہے نپا تُلا رِزق تنگی سے عطا فرماتا ہے۔ اور جو کچھ تم خَیر خَیرات کرتے ہو، اُس کی جگہ وہی تم کو اور (مال) بدلہ میں دے دیتا ہے[1] (کیونکہ) وہ سَب روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے ﴿٣٩﴾

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ
فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿٣٨﴾
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ
يَقْدِرُ لَهٗ ۚ وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَ
هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٣٩﴾

---

[1] حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ "جو شخص مال میسر آنے پر خیرات کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دے گا، تو جو کچھ بھی وہ خرچ کرے گا اللہ اس کا عوض دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں تو کئی کئی گنا ثواب دے گا" کسی نے کہا فرزند رسول! میں تو راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں مگر اس کا عوض نہیں پاتا۔ امام نے فرمایا کہ "کیا تیرا یہ گمان ہے کہ خدا وعدہ خلافی کرتا ہے؟" اس نے کہا "میں نہیں جانتا" امام نے فرمایا "اگر تم میں کوئی شخص حلال طریقے سے مال پیدا کرے تو اس میں سے جو پیسہ بھی خرچ کرے گا، اس کا عوض پائے گا"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۵ بحوالہ کافی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ
إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ﴿۴۰﴾
قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟
يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾
فَٱلْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا ضَرًّا
وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ ذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلنَّارِ ٱلَّتِى
كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿۴۲﴾

اور جس دن وہ تمام اِنسانوں کو جمع کرے گا اور پھر فرشتوں سے پُوچھے گا کہ "کیا یہ لوگ تمھاری بندگی اور پُوجا پاٹ کیا کرتے تھے؟" ﴿۴۰﴾ تو فرشتے جواب دیں گے: "ہر عَیب سے پاک و پاکیزہ ہے آپ کی ذات" ہمارا تعلّق تو آپ سے ہے' اُن لوگوں سے نہیں۔ بلکہ (حقیقتاً) یہ لوگ جِنوں کی بندگی' عبادت اور پُوجا پاٹ کیا کرتے تھے اور اُن میں کے اکثر اُنھیں جِنّوں کو دِل سے (خدا) مانتے تھے[1] ﴿۴۱﴾ تو آج کے دن تم میں سے کوئی ایک دُوسرے کو کِسی قِسم کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ہم اَیسے ظالموں سے کہہ دیں گے کہ اب چکّھو اُسی آگ کی سزا کا مزہ جِسے تم جُھٹلایا کرتے تھے ﴿۴۲﴾ جب بھی اُن کے سامنے ہماری

[1] دیوتا پرستی در حقیقت ملائکہ پرستی ہی کی ایک صورت ہے۔ مشرک ملائیکہ اور جنوں کو کائنات میں متصرف مطلق سمجھ کر ان کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ سوال جواب ملائیکہ پر الزام نہ ہوگا بلکہ مشرکوں کو مزید ذلیل کرنے کے لئے ہوگا۔ اور جنات سے یہاں مراد شیاطین ہیں (روح عن مجاہد، مدارک)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ

کھلی ہوئی دلیلیں اور آیتیں سُنائی جاتی تھیں تو وہ کہتے تھے: "یہ شخص تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمھارے اُن خداؤں سے پھیر دے جن کی بندگی اور پُوجا پاٹ تمھارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔" پھر یہ کہتے تھے: "یہ قرآن کچھ نہیں ہے مگر ایک گھڑا ہوا جھُوٹ۔" غرض اِن حق کے مُنکر کافروں کے سامنے جب بھی 'حق' یا 'سچ' آیا تو اُنھوں نے یہی کہا کہ: "یہ کچھ نہیں ہے سِوا کھُلے ہوئے جادُو کے"[۱] ﴿۴۳﴾ حالانکہ ہم نے نہ تو اِن کو (آپؐ سے) پہلے کِتابیں دی تھیں جنھیں وہ پڑھتے ہوں اور نہ آپؐ سے پہلے اِن کی طرف کوئی ڈرانے والا (پیغمبرؑ) بھیجا تھا (جس نے اُن کو یہ تعلیم دی ہو کہ اللہ کو چھوڑ کر وہ دوسرے جھُوٹے خود کے

[۱] یہ قرآن کی اعجاز بیانی کی انتہا تھی۔ وہ کافر مشرک اس کا انکار تو کر ہی نہیں سکتے تھے کہ لیکن یہ تو اظہر من الشمس تھا۔ البتہ وہ زچ ہو کر قرآن کی اس اعجاز بیانی کو جادو کا نام دے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قرآن تو (نعوذ باللہ) ایک گھڑا ہوا جھوٹ ہے یا پھر ایک کھلا ہوا جادو ہے۔

یہ اسلام کے احکامات کی حقانیت کا بھی ثبوت ہے کہ وہ لوگ ان دلیلوں اور آیتوں کا جواب تو دے نہیں پاتے تھے بس جھنجھلا کر قرآن ہی کو جادو قرار دے دیتے تھے۔

***

www.drhasanrizvi.org

اِلَيۡهِمۡ قَبۡلَكَ مِنۡ نَّذِيۡرٍؕ ﴿۴۴﴾
وَكَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۙ وَمَا بَلَغُوۡا مِعۡشَارَ
مَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ فَكَذَّبُوۡا رُسُلِىۡ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ﴿۴۵﴾
قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمۡ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ مَثۡنٰى
وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوۡا مَا بِصَاحِبِكُمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ؕ اِنۡ

گھڑے ہوئے خداؤں کی عبادت کریں۔ غرض اِن کے پاس اُن کے شرک کی کوئی سند یا دلیل نہیں (۴۴) اُن سے پہلے کے لوگ بھی (خدا کے رسولوںؑ اور کتابوں کو) جُھٹلا چکے ہیں۔ حالانکہ جو کچھ ہم نے اُن لوگوں کو دیا تھا، یہ لوگ اُس کے دسویں حصّے (یا) عشرِ عشیر تک کو بھی نہیں پہنچے ہیں۔ [1] غرض انھوں نے میرے رسولوںؑ کو جھٹلایا۔ تو اب دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی؟! (۴۵) ع

آپؐ کہئے کہ "میں تمھیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔ خدا کے لئے تم دو دو مِل کر اور اکیلے اُٹھو، اور پھر غور کرو کہ کیا تمھارے اِس ساتھی (رسولؐ) میں کوئی بھی ایسی بات ہے جو دیوانگی کی ہو؟ وہ تو ایک سخت عذاب کے

ع ۵/۵ ۱۱

---

[1] پہلے زمانے والوں کو جو قوت، مال کی زیادتی، عمر کی طوالت، حاصل تھی۔ اس زمانے والوں کو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ "اس زمانے والوں کو جس قدر ہدایت اور خدا کے دلائل پہنچتے ہیں، پرانے زمانے والوں کو اس کا دسواں حصہ بھی نہ پہنچا تھا۔ (آج کی سائنس کی تحقیقات اور ایجادات اور معلومات پیش نظر رہیں) (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۶)۔

یہ مطلب بھی لکھا گیا کہ ان لوگوں نے رسولوںؑ کی تکذیب کی حالانکہ محمدؐ وآل محمدؐ کو جو ہم نے دیا ہے، اس کا دسواں حصہ بھی ہم نے ان کو نہ دیا تھا۔ پس اسی لحاظ سے محمدؐ وآل محمدؐ سے حسد بھی زیادہ کیا گیا اور ان کی تکذیب بھی زیادہ کی گئی (تفسیر قمی)۔

علامہ طبرسی نے لکھا کہ ہم نے انہیں کوئی ایسی کتاب نہیں دی جنہیں وہ آپؐ کے خلاف بطور سند پیش کر سکیں اور آپؐ سے پہلے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا جس نے آپ کا انکار کیا ہو (مجمع البیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

آنے سے پہلے تم کو اُس سے ڈرانے اور ہوشیار کرنے والا ہے (یعنی دیوانہ وہ نہیں ہوتا جو کسی کو تباہی کے راستے پر جاتے دیکھ کر شاباش دے اور کہے کہ بہت اَچھے جا رہے ہو۔ تباہی سے پہلے تباہی سے بچانے اور ڈرانے والا دیوانہ نہیں بلکہ سب سے عقلمند انسان ہوتا ہے) ﴿۴۶﴾ آپؐ اُن سے کہئے کہ "میں نے تم سے جو کچھ اَجر (آلِ محمدؐ کی محبّت کی شکل میں) طلب کیا ہے، وہ تمھارے ہی (فائدے کے) لئے ہے۔ میرا اصل معاوضہ تو اللہ کے ذمّہ ہے[1]۔ اور وہ ہر چیز پر گواہ اور حاضر و ناظر ہے" ﴿۴۷﴾ کہئے کہ "حقیقت یہ ہے کہ میرا پالنے والا مالک حق کو (میرے دل میں) اُتارتا ہے اور وہ تمام پوشیدہ حقیقتوں کا جاننے والا ہے" ﴿۴۸﴾

هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾
قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى
اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾
قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس مودت اور محبت کا میں نے سوال کیا ہے اس کے ذریعے تم (دنیا میں بھی) ہدایت پاؤ گے اور قیامت کے دن عذاب خدا سے نجات پاؤ گے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۶ بحوالہ کافی)

یہ حقیقت ہے کہ کسی نبی نے کوئی اجر طلب نہ کیا سوا ہمارے رسولؐ کے کہ خدا نے ان کو حکم دیا کہ وہ آل محمدؐ کی محبت کو اجر رسالت کے طور پر طلب فرمائیں۔ اس میں یہ اشکال پیدا ہو سکتا تھا کہ جو کام بغیر اجرت کے کیا جائے وہ افضل ہوتا ہے، اس لئے ہمارے رسولؐ کا کام گزشتہ انبیاءؑ سے کمتر تو نہیں؟ لیکن اس آیت نے اس اشکال کو دور کر دیا۔ اس آیت میں بتایا گیا کہ رسولؐ نے اجرت طلب کی ہے وہ بھی اپنے فائدے کے لئے نہیں کی، بلکہ خود تمہارے ہی فائدے کے لئے طلب کی ہے یہ واحد اجرت ہے جو اجر طلب کرنے والا اپنے فائدے کے لئے نہیں بلکہ اپنی قوم کے فائدے کے لئے طلب کر رہا ہے۔ اب رہا رسولؐ کا اصلی اجر، تو وہ اللہ کے ذمہ ہے (فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

کہئے کہ: "حق آگیا اور اب باطل کے لئے کچھ نہیں ہو سکتا (یا) کہئے کہ حق آگیا۔ اور جو جھوٹا خدا ہے وہ نہ تو پہلے پہل ہی کچھ پیدائش کی ابتدا کر سکتا ہے، اور نہ وہ (اپنی مخلوق کو) دوسری دفعہ پلٹا کر لا سکتا ہے" (۴۹) کہئے کہ: "اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کی ذمّہ داری مجھ پر ہے، اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو یہ اُسی کی وجہ سے ہے کہ جو میرا پالنے والا مالک میری طرف وحی بھیجتا ہے[۱]۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کچھ سننے والا بھی ہے اور (سب سے) بہت نزدیک بھی" (۵۰)

کاش تم وہ موقع دیکھو جب وہ لوگ بُری طرح گھبرائے اور بوکھلائے ہوئے پھر رہے ہوں گے اور کہیں نِکل بھاگنے یا بچ نکلنے کا کوئی موقع

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ۝
قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ
فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝
وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ

[۱] مطلب یہ ہے کہ جو غلط کام کرے وہ خود اپنے کو اس کا ذمہ دار سمجھے۔ لیکن جو اچھا کام کرے اس کا انجام دینے والا تو وہ خود ہے جو اپنے ارادے اور اختیار سے انجام دیتا ہے اور اسی کو اس کا اجر بھی ملتا ہے۔ مگر نیک کام کرنے کی توفیق اور ہدایت خدا دیتا ہے۔ نبی کو یہ توفیق اور ہدایت وحی کے ذریعے ہوتی ہے اور دوسروں کو یہ توفیق اور ہدایت القاء ذہنی کے ذریعے ہوتی ہے۔ نیز نبیؐ کے الفاظ سے بھی ہدایت ملتی ہے اور خدا کی کتاب سے بھی (فصل الخطاب مدارک)۔

***

www.drhasanrizvi.org

نہ پائیں گے، بلکہ بالکل قریب ہی سے پکڑ لئے جائیں گے[1] (۵۱) اُس وقت یہ کہیں گے کہ: "ہم نے مان لیا (یا) ہم اِیمان لے آئے۔ حالانکہ اَب اِتنی دُور نِکلی ہوئی چیز (مُراد دُنیا) سے (ایمان کا) لینا کہاں ممکن ہے (یعنی اِیمان اور عمل کمانے کی جگہ تو دُنیا تھی۔ سو اَب وہ جگہ یہاں سے بہت دُور ہو چکی ہے[2]) (۵۲) وہ پہلے تو اِس (آخرت کی حقیقت) کا اِنکار کرتے رہے اور اَندھا دُھند تیر مارتے رہے (یا) بلا تحقیق دُور دُور کی باتیں (غیر متعلق اٹکل پچّو باتیں، نکتے اور کوڑیاں) لایا کرتے تھے (۵۳) لیکن اَب (اُن پر موت کے ذریعہ) رُکاوٹ ڈال دی گئی، اُن کے اور اُس چیز کے درمیان جس کے یہ خواہش مند ہیں (یعنی) اُس وقت اُس چیز

قَرِيبٍ ﴿٥١﴾
وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ
بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾
وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ
مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾
وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ

[1] "قریبی جگہ سے پکڑ لئے جائیں گے" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو انہیں پکڑنے میں کوئی لمبی چوڑی زحمت نہیں اٹھانی پڑے گی وہ ہر وقت خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں - بالکل آسانی سے پکڑ لئے جائیں گے - (فصل الخطاب)-

***

[2] دنیا کو مکان بعید کہا گیا- مطلب یہ ہے کہ ایمان و عمل کی جگہ تو دنیا تھی اور دنیا کی زندگی کا دور تھا جو اب ان سے بہت دور جا چکا ہے- اب پچھتاوت کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

"دور کا مکان" دنیا کو کہا گیا ہے- دنیا کا مکان ایمان و عمل کمانے کے لئے آخرت سے بہت دور ہے - توبہ کی قبولیت کے اعتبار سے بھی دور ہے - کیونکہ توبہ بھی صرف دنیا میں قبول ہوتی ہے آخرت میں نہیں - اور دنیا آخرت سے بہت دور ہے (مدارک)

***

www.drhasanrizvi.org

سے یہ محروم کر دئے جائیں گے جس کی یہ تمنا کر رہے
ہیں (کہ دُنیا کی زندگی دوبارہ مِل جائے) جس طرح
کہ اُنھیں جیسوں کے ساتھ اس سے پہلے کیا گیا ہے۔
غرض وہ بہت ہی سخت قِسم کے شک وشبہ میں
گرفتار رہے تھے[1] ﴿۵۴﴾ ع ۶ ۹ ۱۲

آیات ۴۵ سورۃ فاطر مکیّۃ رکوعات ۵

(پیدائش کی ابتدا کرنے والے کے ذکر کا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانیوالا' بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○
ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں
اور زمین کا پیدا کرنے والا' اور فرشتوں کو
پیغام رساں بنانے والا ہے' جن کے دو۲ دو۲، تین۳

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾ ع ۶ ۱۲

اٰيَاتُهَا (۴۵) (۳۵) سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ (۴۳) رُكُوْعَاتُهَا (۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ
الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ

[1] شک میں پڑے رہنے والوں کا نقشہ کھینچ دیا کہ شک میں پڑے رہنے والوں کو چین کہاں نصیب؟ یہ سکون واطمینان سے محروم تو ہمیشہ تردد وتذبذب ہی میں پڑے حیران وسرگرداں رہتے ہیں (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

تین[۳]، چار[۴] چار[۴] بازو اور پَر ہیں۔ اللہ اپنی خِلقت
میں جو چاہتا ہے اِضافہ کرتا ہے[1]۔ حقیقتاً اللہ
ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ① اللہ جس
رحمت اور جس مہربانی کا دروازہ لوگوں پر
کھول دیتا ہے اُسے روکنے والا کوئی نہیں۔ اور
جس رحمت کو وہ کسی سے روک دیتا ہے، تو اُس
کے بعد اُسے کھولنے یا کھینچنے والا بھی کوئی نہیں۔
(کیونکہ) وہ غالب، زبردست، عِزّت والا بھی ہے
اور دانائی کے ساتھ بڑی گہری مصلحتوں کے
مطابق بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا بھی ②
اے اِنسانو! یاد کرو اللہ کی اُس نِعمت اور
احسان کو جو تم پر ہے۔ کیا اللہ کے سِوا کوئی اور
پیدا کرنے والا بھی ہے، جو تمھیں آسمان اور

يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ①
مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ
وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنۢ بَعْدِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ②
يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ

[1] رسول خداؐ نے فرمایا "ملائیکہ تین حصوں میں تقسیم ہیں دو بازو والے، تین بازو والے، اور چار بازو والے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱/۲ بحوالہ کافی)۔

دوسری روایتوں میں آیا ہے کہ شب معراج حضور اکرمؐ نے چار لاکھ بازوؤں والے فرشتے بھی دیکھے۔ (القرآن المبین)۔

آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہ آسمان اور یہ زمین یہ فرشتے یا جن، نہ تو دیوتا ہیں اور نہ متصرف۔ یہ صرف مخلوق ہیں اور خدا ان سب کا خالق و فاطر ہے۔ فاطر وہ ہوتا ہے جو عدم سے وجود میں لائے، نیستی سے ہستی میں لائے۔ وہ نہیں جو صرف نئی ترتیب اور نئی تنظیم پیدا کر دے (راغب، معالم، قرطبی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

زمین سے روزی عطا کرے؟ اُس کے سِوا کوئی
خدا نہیں۔ آخر تم کہاں سے دھوکا کھائے چلے جا
رہے ہو؟ ③ اَب اگر یہ لوگ آپؐ کو جُھٹلاتے
ہیں تو آپؐ سے پہلے بھی بہت سے رسولؑ جُھٹلائے
جا چکے ہیں (غرض یہ کوئی نئی انوکھی بات نہیں
ہے ۔ ہوتا آیا ہے کہ اَچّھوں کو بُرا کہتے ہیں) بہرحال
سارے کے سارے معاملات (آخری فیصلے کے لئے)
اللہ ہی کی طرف پلٹ جانے والے ہیں[1] ④
اے انسانو! حقیقتاً اللہ کا وعدہ بالکل سچّا
ہے[2]۔ تو یہ دُنیا کی زندگی کہیں تمھیں دھوکے میں
نہ ڈال دے، اور نہ وہ بڑا فریبیا دھوکے باز
(ابلیس) تمھیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دے
کرچوٹ نہ دے جائے ⑤ حقیقت یہ ہے کہ

خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤

[1] پیغمبر کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ان لوگوں کے انکار سے اتنا صدمہ نہ فرمائیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔

ہوتا آیا ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں

اور یہ تسلی بھی ہے کہ "تمام معاملات اللہ کی ہی طرف رجوع ہوتے ہیں" یعنی جو لوگ آپؐ کو جھٹلا رہے ہیں، وہ اللہ کی پکڑ سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے، نہ دنیا میں نہ آخرت میں، اس لئے آپ اپنا کام کیے جائیے ان سے تو ہم خوب اچھی طرح سے خود نمٹ لیں گے (فصل الخطاب)۔

***

[2] اللہ کے وعدے سے مراد اس کی جزاء و سزا کا وعدہ ہے جو بہرحال پورا ہو کر ہی رہے گا (مجمع البیان)۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا "زمین آسمان اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں، پہاڑ اپنے اپنے مقام سے ہٹ سکتے ہیں، مگر خدا کا قول یا وعدہ کا کوئی زیر زبر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتا (بائیبل)۔

***

www.drhasanrizvi.org

إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۚ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُۥ لِيَكُونُوا۟ مِنْ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ۞ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۞

أَفَمَن زُيِّنَ لَهُۥ سُوٓءُ عَمَلِهِۦ فَرَءَاهُ حَسَنًا ۖ فَإِنَّ ٱللَّهَ

شیطان تمہارا دُشمن ہے۔ اِس لئے تم بھی اُسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ وہ اپنی جماعت صرف اِس بات کے لئے بلاتا (اور بناتا) ہے تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح دوزخ والے بن جائیں (۶) غرض جو لوگ کفر و اِنکار کی راہ اختیار کریں گے، اُن کے لئے سخت ترین سزا ہے۔ اور جو خدا و رسولؐ کو دل سے مانیں گے اور اَچھے نیک کام کریں گے اُن کے لئے گناہوں سے معافی، ڈھانپ لینے والی خدا کی رحمت اور بہت بڑا اَجر و ثواب ہے (۷) ع

ع۱ ۱۴

تو کیا (اَیسے انسان کی گمراہی کی کوئی حد ہو سکتی ہے) جس کا بُرا کام ہی اُس کے لئے اُس کی خوبصورتی اور دل آویزی بنا ہوا ہے[1] اور

[1] امام موسیٰ کاظمؑ سے اس تکبر (عجب) کے بارے میں سوال کیا گیا جو عمل برباد کر دیتا ہے، تو امام نے فرمایا "عجب یعنی تکبر کے درجے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندے کی نظر میں اس کی برائیاں اور بداعمالیاں اچھی لگیں اور وہ یہ سمجھے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں بہت اچھا ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۷ بحوالہ کافی)۔

محققین نے لکھا کہ اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ خدا کس کو گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے؟ اور کس کو گمراہ قرار دیا کرتا ہے؟۔ جو شخص اپنے برے کاموں کو اچھا سمجھے گا تو پھر اس پر نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ ایسے چکنے گھڑے کو خدا اپنی توفیقات سے محروم فرما کر گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے۔ کیونکہ خدا عادل حقیقی ہے اس لئے وہ کسی کو بلا وجہ نہ گمراہی میں چھوڑتا ہے اور نہ گمراہ قرار دیتا ہے۔ خدا کا گمراہی میں چھوڑنا بھی ہماری ہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوا کرتا ہے (فصل الخطاب)۔

***

www.drhasanrizvi.org

يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۸
وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ

وہ اُسے بہت ہی اَچھّا کام سمجھ رہا ہے؟ غرض حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے (معلوم ہوا کہ اللہ اَیسے ہی گمراہوں کو جو اَپنی بُرائیوں کو اَپنی سب سے بڑی خُوبی سمجھتے ہیں، گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے)[1] اور جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دِکھا کر منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے (معلوم ہوا کہ جو اَپنی بُرائی کو بُرائی سمجھ کر اپنی اِصلاح کی کوشش کرتے ہیں خدا اُن کو ہدایت کی دولت سے نوازتا ہے) لہٰذا آپؐ اُن کے اوپر افسوس کرنے میں اَپنی جان نہ گھُلائیں (کیونکہ) وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں خدا اُس کو خُوب اَچھی طرح سے جانتا ہے ⑧ (اس لئے کہ) وہ اللہ ہی تو ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا تو وہ

[1] دو قسم کے بُرے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو برا کام تو کرتا ہے مگر یہ جانتا اور مانتا ہے کہ وہ برا کام کر رہا ہے۔ ایسے آدمی کی اصلاح ممکن ہے۔ کیونکہ اس کی صرف عادتیں بگڑی ہیں دماغ نہیں بگڑا۔ دوسرے قسم کا برا آدمی وہ ہوتا ہے جس کا دماغ ہی بگڑ چکا ہوتا ہے۔ جو نیکی سے گھن کھاتا ہے اور برائی کو عین اچھائی سمجھتا ہے۔ جو فسق و فجور اور بدمعاشی کو عقل، تہذیب، ترقی اور شرافت سمجھتا ہے۔ ایسے انسان پر کوئی نصیحت اثر نہیں کر سکتی۔ ایسے ہی شخص کو خدا اس کی گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے۔ یعنی اپنی توفیقات سے محروم کر دیتا ہے۔ رسولؐ کو بتایا جا رہا ہے کہ ایسے لوگ ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ (تفہیم)

***

www.drhasanrizvi.org

باد ل کو حرکت میں لاتی ہیں۔ پھر ہم اُسے کسی
مُردہ اُجڑی ہوئی بستی کی طرف لے جاتے ہیں۔
اِس طرح اُس زمین کو اُس کے مُردہ ہو جانے
کے بعد[1] زندہ کر دیتے ہیں۔ اِسی طرح (قیامت میں)
مُردوں کو اُٹھایا جائے گا (یا) مَرے ہوئے اِنسانوں
کا جی اُٹھنا بھی اِسی طرح ہو گا ⑨
اَب جو کوئی عزّت چاہتا ہے تو ساری کی
ساری عزّت تو اللہ کی ہے[2] (اِس لئے صرف خدا
کی اطاعت ہی کے ذریعہ عزّت حاصل کی جاسکتی
ہے) اُس کے ہاں جو چیز بلند ہوتی ہے وہ صرف
اَچھّی اَچھّی باتیں (یا) قول کی پاکیزگی ہے۔ پھر اچّھا
عمل اُس کو بلند کرتا ہے (عزّت حاصل کرنے کا
اصل طریقہ یہ ہے کہ سچّی اچّھی کھری پاکیزہ[3]

اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "جب اللہ کو منظور ہوگا کہ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے تو چالیس دن تک متواتر آسمان سے زمین پر پانی برسائے گا جس سے جوڑ ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ ہڈیوں پر گوشت اگ آئے گا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۸ بحوالہ المجالس و تفسیر قمی)۔

حضرت امام حسن عسکریؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا "صور دو مرتبہ پھونکا جائے گا پہلی مرتبہ کے صور کے پھونکے جانے کے بعد اللہ اس سمندر کو جسے اس نے "بحر مسجور" فرمایا ہے اور جو ایسا ہے کہ جیسے انسان کا نطفہ ہوتا ہے، اس سے زمین پر پانی برسانے کا حکم دے گا۔ پس جہاں جہاں پانی پرانے مردوں کو چھوئے گا، وہ زمین سے نکل آئیں گے اور زندہ ہو جائیں گے (تفسیر امام حسن عسکریؑ)۔

***

[2] خدا کا فرمانا "ساری کی ساری عزت اللہ ہی کے لئے ہے" سے عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ جو شخص خدا سے جتنا اطاعت اور ایمان کا تعلق پیدا کرتا ہے اسی مناسبت سے خود بھی اپنے ظرف کے مطابق عزت حاصل کرتا ہے (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ
وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿١٠﴾
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ
اَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ
وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا

حقیقت پر مبنی، نرم اور شائستہ، معقول، حقیقت کے مطابق باتیں کی جائیں اور عزّت کی معراج یہ ہے کہ اُن اچھّی باتوں کے مطابق عمل بھی کیا جائے) رہے وہ جو بُرائیوں کے منصوبے بنا کر چالبازیاں اور مکّاریاں کرتے رہتے ہیں، اُن کے لئے بہت ہی سخت سزا ہے، اور اُن کی یہ مکّاری اور چالبازی تباہ و برباد بھی ہونے والی ہے[۱] ﴿۱۰﴾

اللہ نے تمھیں مٹّی سے پیدا کیا، پھر نُطفے (یعنی ٹپکے ہوئے پانی کے قطرے سے، پھر تمھیں مَرد عورت کے جوڑے (جوڑے) بنا دئیے۔ نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور نہ کسی بچّے کو جنتی ہے، مگر یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ اور نہ کوئی عُمر پانے والا عُمر پاتا ہے، اور نہ اُس کی عمر میں

[۱] حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "ہر عمل کی سچائی ثابت ہونے کا ایک ذریعہ ہوا کرتا ہے اور وہ انسان کا اپنا عمل ہوتا ہے جو اسے یا تو سچا ثابت کرتا ہے یا جھوٹا۔ جب انسان کچھ کہے اور اس پر عمل بھی کرے، تو اس نے اپنے قول کو سچا ثابت کر دیا۔ تب اس کا قول اسکے عمل کی وجہ سے اللہ کی طرف بلند ہوتا ہے۔ لیکن اگر انسان جو کہتا ہے وہ نہیں کرتا، یا اس کے خلاف کرتا ہے، تو اس کا قول اس کے ناپاک عمل کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے۔ جو اسے دوزخ میں گرا دیتا ہے" (تفسیر علی بن ابراہیم)۔

www.drhasanrizvi.org

فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾
وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ
وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ
تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ

کوئی کمی ہوتی ہے، مگر یہ سب کچھ ایک کتاب میں (پہلے ہی سے) لکھا ہوا ہے۔ اور حقیقتاً اللہ کے لئے یہ (سب کام) بہت ہی آسان ہے[۱] ﴿۱۱﴾

اور پانی کے دو[۲] ایسے ذخیرے برابر نہیں ہوتے جن میں ایک میٹھا اور پیاس بجھانے والا ہو، جو پینے میں خوشگوار بھی ہو اور مزیدار بھی، اور دوسرا ایسا سخت کھاری بدمزہ ہو کہ حلق تک چھیل کر رکھ دے۔ اور پھر (کتنی عجیب بات ہے کہ) تم اِن دونوں (نمکین اور میٹھے) پانیوں سے ترو تازہ[۱] (مزیدار) گوشت بھی کھاتے ہو اور پہننے[۲] کے لئے زیور[۳] بھی نکالتے ہو اور اِسی[۳] پانیوں میں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اُس کا سینہ چیرتی چلی جاتی ہیں، تاکہ[۴] تم خدا

[۱] حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "جو عمر کم زیادہ کی جاتی ہے، وہ پہلے ہی سے لکھی ہوتی ہے۔ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں فلاں شخص فلاں فلاں وقت خدا کی اطاعت کرے گا، تو فلاں وقت تک زندہ رہے گا۔ اور جب نافرمانی کرے گا تو اس کی عمر اتنے سال کم کر دی جائے گی۔ اسی لئے رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ "صدقہ دینا اور عزیزوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، یہ دونوں باتیں ملکوں کو آباد کرتی ہیں۔ اور عمروں کو بڑھا دیتی ہیں"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۸ بحوالہ الجوامع)

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "ہمیں ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں جو صلہ رحمی (یعنی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی) کرنے سے زیادہ عمر کو بڑھاتی ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی شخص کی زندگی کے صرف ۳ سال باقی رہ جائے اور وہ کسی رشتہ دار سے بھلائی کرے گا تو اللہ اس کی عمر تیس سال بڑھا کر ۳۳ سال کر دے گا۔ اور اگر عمر ۳۳ سال باقی ہو اور وہ اپنے رشتہ داروں سے قطع رحمی یعنی برا سلوک

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

کے فضل و کرم سے روزی تلاش کرو اور تاکہ
شاید[۵] تم خدا کے شکر گزار بن جاؤ ⑫ نیز یہ کہ
وہ خدا رات کو دن کے اندر، اور دن کو رات
کے اندر پروتا نکالتا ہوا لے آتا ہے اور اُس
نے چاند اور سورج کو اِس طرح قابو کر رکھا
ہے کہ اُن میں سے ہر ایک مُقرّرہ وقت تک
چلے ہی چلا جا رہا ہے۔ یہ ہے اللہ تمھارے
پالنے والے مالک (کی شانِ قدرت و حکمت۔
نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ) ساری کی ساری
بادشاہی، حکومت، سلطنت اور ملکیّت اُسی
خدا کی ہے۔ اور اُسے چھوڑ کر جن دُوسروں کو
تم پُکارتے ہو، وہ ایک کھجُور کی گٹھلی کے اُوپر
کی پتلی سی جِھلّی جیسی حقیر اور معمولی سی چیز

مَوَاخِرَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ⑫
يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ ۙ وَ
سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَهُ الۡمُلۡكُ ؕ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ
دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ⑬

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

کرے گا تو خدا اس کی عمر کاٹ کر تین سال کر دیتا ہے (الکافی)۔
محققین نے نتیجہ نکالا کہ یہ آیت "بداء" کے عقیدہ کو ثابت کرتی ہے۔ یعنی تقدیر کے بعض فیصلے بعض وجوہات کی بنا پر بدل بھی دیے جاتے ہیں۔ جیسے صدقہ عمر بڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ (تفسیر علی ابن ابراہیم، تفسیر مجمع البیان)

***

۲؎ زیور، سے مراد موتی مونگا وغیرہ ہیں جو انسانی لباس زیور اور آرائش کے کام آتے ہیں (روح۔ بیضاوی)۔
آیت میں ایک طرف تو دنیا کے نظام الٰہی کی وحدت، تنظیم اور منافع بخشی سے خدا کی توحید اور کمال قدرت، کمال صنعت اور خدا کی نعمت بخشی کی صفت پر استدلال ہے، اور دوسری طرف صاف ترغیب ہے بحری تجارت کی۔ جو آج بھی سب سے بڑا ذریعہ ہے شخص اور قومی دولت کا (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾

کے بھی مالک نہیں ہیں ﴿۱۳﴾ اگر تم اُنھیں پکاروگے تو وہ تمھاری پُکار کو سُن بھی نہیں سکتے اور اگر سُن بھاگیں تو اُن کا تمھیں کوئی جواب تک نہیں دے سکتے (یا) تمھارے سوال کو پورا بھی نہیں کر سکتے۔ اور قیامت کے دن تو وہ اِس بات تک کا اِنکار کر بیٹھیں گے کہ تم نے اُن کو خدا کا شریک بنایا تھا۔ حقیقتِ حال کی ایسی صحیح خبر تمھیں ایک پوری پوری خبر رکھنے والے (خدا) کے سوا کوئی نہیں دے سکتا ﴿۱۴﴾ ع

۲
ع ۷
۱۴

اے اِنسانو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنیٔ مُطلق اور بے نیاز ہے (یعنی) اُس کو کسی کی کوئی ضرورت یا حاجت نہیں[۱] (اور وہ) بے حد قابلِ تعریف بھی ہے ﴿۱۵﴾ اگر وہ چاہے تو تم کو

[۱] انسان فقیر ہے اپنے وجود کے آنے میں باقی رہنے میں، جن چیزوں میں بظاہر اختیار معلوم ہوتا ہے مثلاً بولنا، دیکھنا، سننا، چلنا پھرنا، یہ بھی بغیر مشیت الٰہی یا اذن الٰہی کے ممکن نہیں۔ اور خدا غنی ہے یعنی اس کو کسی کی اطاعت کی ضرورت نہیں بلکہ وہ ہمارے فقر و درماندگی کا چارہ ساز بھی ہے (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

بالکل ختم کر کے لے جائے اور کوئی نئی مخلوق
(تمھاری جگہ) لے آئے[۱] (۱۶) اور یہ کام اللہ کے لئے
کوئی مُشکل بھی تو نہیں (۱۷)

کوئی بوجھ اُٹھانے والا دُوسرے کے (گُناہوں
کا) بوجھ نہ اُٹھائے گا (یعنی ہر شخص اَپنے عمل کا خود
ذمّہ دار ہے، دُوسرا نہیں) چاہے وہ قریب ترین
رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو[۲]۔ مگر آپؐ (آخرت کے
خوف یا بُرے اعمال کے بُرے نتائج سے) صرف
اُنھیں لوگوں کو ڈرا کر مُتنبّہ کر سکتے ہیں، جو
اَپنے بے[(۱)] دیکھے پالنے والے مالک سے ڈرتے ہیں[۳]
اور[(۲)] نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ اَب جو
شخص بھی پاکیز[(۳)]گی اختیار کرتا ہے (یعنی) بُرائیوں
سے پاک صاف زندگی گزارتا ہے تو وہ خود

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۶
وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۱۷
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ
اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ
اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ

[۱] مطلب یہ ہے کہ تم خود اپنے بل پر یہاں و ندنا رہے ہو۔ وہ ایک اشارے سے تمھیں چلتا کر سکتا ہے۔ لہذا اپنی اوقات پہچانو اور خدا کی اطاعت والی زندگی اختیار کرو۔

***

[۲] یہ خدا کا قانون عدل ہے کہ وہ ایک کے گناہ پر دوسرے کو نہ پکڑے گا۔ (تفہیم

***

[۳] ہٹ دھرم، ضدی، متکبر، دولت اور قوت کے نشے میں مست لوگوں پر خدا اور رسولؐ کی باتیں اثر نہیں کرتیں۔ کیونکہ وہ لوگ حقائق سے آنکھیں بند کئے دولت کے نشے میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ وہ آنکھیں کھولتے ہی نہیں کہ انہیں وہ سب سے بڑی حقیقت نظر آئے جس کی طرف ساری کائنات کا نظام اشارہ کر رہا ہے۔ (تفہیم)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنۡ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفۡسِهٖ ؕ
وَاِلَى اللّٰهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۸﴾
وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ ﴿۱۹﴾
وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوۡرُ ۙ ﴿۲۰﴾
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الۡحَرُوۡرُ ۚ ﴿۲۱﴾
وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَحۡيَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ
مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ﴿۲۲﴾
اِنۡ اَنۡتَ اِلَّا نَذِيۡرٌ ﴿۲۳﴾

اَپنے ہی فائدے اور بھلائی کے لئے اس پاکبازی
کو اختیار کرتا ہے (کیونکہ بالآخر) پلٹنا تو سب کے
سب کو اللہ ہی کی طرف ہے (۱۸) (اس لئے) اندھا[۱]
اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا (۱۹) نہ اندھیرے[۲]
اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں (۲۰) نہ ٹھنڈی ٹھنڈی
چھاؤں اور گرم جلانے والی دُھوپ[۳] کی تپش ایک
جَیسی ہیں (۲۱) نہ زندہ اور مُردہ ایک جیسے ہو
سکتے ہیں[۴]۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ جسے چاہتا
ہے سُنوا دیتا ہے۔ مگر آپؐ اُن (جسموں) کو نہیں
سُنوا سکتے جو قبروں میں دفن ہیں (۲۲) (کیونکہ
آپؐ تو صرف (زندوں کو) خبردار کرنے والے ہیں (۲۳)
ہم نے آپؐ کو بالکل ٹھیک ٹھیک ‘حق کے
ساتھ خوشخبری دینے والا اور (بُرے کاموں کے

[۱] "اندھے" سے مراد کافر اور "دیکھنے والے" سے مراد مومن ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۸)۔

***

[۲] "اندھیروں" سے مراد باطل اور "روشنی یا نور" سے مراد حق ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۸)۔

***

[۳] "سائے" سے مراد ثواب اور "حرور" یعنی دھوپ سے مراد عذاب ہے (تفسیر صافی ۴۱۸)۔

لا، لا، لا کی تکرار تاکید نفی کے لئے ہے (بیضاوی - مدارک)

***

[۴] خدا نے یہ مومنین اور کفار کی دوسری کی مثال دی ہے جو پہلے سے بھی زیادہ بلیغ ہے۔ اور برابر یہ کہنا کہ یہ برابر نہیں، برابر نہیں اصرار کے لئے ہے۔ اور حضرت علیؑ کے قول کے مطابق "زندوں سے مراد علماء ہیں اور مردوں سے مراد جہلا ہیں" (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۹)

***

www.drhasanrizvi.org

بُرے نتائج سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔
اور کوئی قوم ایسی نہیں گزری ہے جس میں
کوئی ڈرانے یا خبردار کرنے والا نہ ہوا ہو[۱] (۲۴)
اب اگر وہ آپؐ کو جھٹلائیں، تو اِن سے پہلے گزرے
ہوئے لوگ بھی تو جھٹلا چکے ہیں۔ اُن کے رسولؑ
اُن کے پاس کھلی ہوئی واضح دلیلیں اور معجزات
لے کر آئے، اور کتابیں اور روشن دستورِ
حیات پیش کرنے والی کتاب بھی لے کر آئے
تھے (۲۵) پھر بھی جن لوگوں نے نہ مانا، تو اُن
کو میں نے پکڑ لیا۔ تو اب دیکھ لو کہ میری سزا
کیسی سخت تھی (۲۶) ع
کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ نے پانی
برسایا اور پھر ہم نے اُسی پانی کے ذریعہ مختلف

ع ۳/۱۲/۱۵

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ؕ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ (۲۴)
وَاِنۡ يُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالۡكِتٰبِ الۡمُنِيۡرِ (۲۵)
ثُمَّ اَخَذۡتُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ (۲۶)
اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ

[۱] ڈرانے والا یا تو نبی ہوتا ہے یا وصی نبی۔ مطلب یہ ہے کہ ہر زمانے میں ایک امام ضرور ہوتا ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۹ و تفسیر قمی)

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "رسول خداؐ نے انتقال نہیں فرمایا جب تک حکم خدا سے آئندہ کے لئے ڈرانے والا مقرر نہ کر دیا۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ایسا نہیں ہوا تو گویا رسول خداؐ نے کل آدمیوں کو جو ان کی امت بھی تھے اور باپ دادا کے صلبوں میں تھے، ضائع و برباد کر دیا" کسی نے پوچھا "کیا قرآن ان کے لئے کافی نہیں ہے؟" امام نے فرمایا "ضرور کافی ہے، بشرطیکہ اس کے مفسر کو معلوم کر لیں" پھر پوچھا گیا کہ "کیا رسول خداؐ نے حقیقی معنی میں قرآن کی تفسیر نہیں فرمائی؟" امام نے فرمایا "رسول خداؐ نے پوری پوری کماحقہ قرآن کی تفسیر ایک شخص کے لئے فرمائی ہے۔ رہی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ
وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾
وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَاۗبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ
كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰۗؤُا ۭ اِنَّ

رنگوں کے پھل نِکال دیئے، جن کے رنگ الگ الگ ہوتے ہیں۔ (اِسی طرح) پہاڑوں میں بھی کچھ سفید کچھ سُرخ اور کچھ گہری کالی دھاریوں والے ٹکڑے ہوتے ہیں (پھر) اُن کے بھی رنگ جدا جدا ہوتے ہیں ﴿۲۷﴾ اِسی طرح اِنسانوں، جانوروں اور چوپایوں میں بھی طرح طرح کے رنگ ہیں۔ (مقصد یہ ہے کہ تمام مخلوقات کسی آٹومیٹک مشینی انداز سے ازخود پیدا نہیں ہوئی، اِس لئے اُس میں یک رنگی اور یکسانی نہیں ہے۔ ایک ہی پانی سے مختلف رنگوں اور ذائقوں اور خوشبو کے پھل پھول اور پتّے پیدا کر دینے والا خدا کِتنا بڑا آرٹسٹ اور کِتنا اعلیٰ درجے کا حکیمِ مُطلق ہوگا!) حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

باقی امت تو ان کے لئے اس شخص نے قرآن کی کماحقہ تفسیر بیان فرما دی – وہ بزرگوار حضرت علیؑ ابن ابی طالب ہیں – (یعنی تفسیر ہمیں بعد کے ائمہ معصومینؑ سے ملی ہے) (الکافی)۔

قرآن کا یہ عمومی اعلان " کوئی قوم ایسی نہیں مگر یہ کہ اس میں کوئی ڈرانے والا (نبی) گزرا ہے " بتاتا ہے کہ شرق و غرب میں جہاں بھی انسان بستے ہیں ان کے پاس کبھی نہ کبھی کوئی رہنما ضرور آیا ہے، جس کی تعلیمات کو بھلا کر یا بدل کر لوگ گمراہ ہوتے ہیں (تبیان و مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

اللّٰہَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾

صرف عِلم رکھنے والے ہی اُس سے ڈرتے ہیں (یعنی اُس کی عظمت سے متاثر ہوتے ہیں کیونکہ) حقیقتاً اللہ ہی بے پناہ طاقت والا، عزّت والا اور بڑا بخشنے والا اور اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لینے والا ہے ﴿۲۸﴾

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ(۱) خدا کی کتاب کو سمجھ کر پڑھتے رہتے ہیں، اور(۲) نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہتے ہیں، اور جو(۳) کچھ ہم نے اُنھیں دیا ہے اس سے چھُپ چھُپا کر اور ظاہر بظاہر خیرات کرتے رہتے ہیں، وہ ایک ایسی تجارت سے اُمیدیں باندھے ہوئے ہیں جِس میں کبھی کوئی نقصان(۱) یا گھاٹے کا کوئی امکان ہی نہیں (یا) جو تجارت کبھی برباد نہیں ہوگی ﴿۲۹﴾ تاکہ(۲) خدا اُن

لہ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "اس آیت میں علماء سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے قول کی تصدیق اپنے فعل سے کریں - اب جس شخص کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرے وہ عالم نہیں"۔

دوسری حدیث میں فرمایا "خدا کی نسبت سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص سمجھا جائے گا جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوگا" (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۹ بحوالہ مجمع البیان)۔

امام زین العابدین سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "اللہ کے متعلق علم و عمل دونوں گہرے دوستوں کا حکم رکھتے ہیں پس جس شخص کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی اسے خدا کا خوف بھی ضرور ہوگا - (یعنی خدا کی عظمت کا رعب)-یہی خوف اسے خدا کی اطاعت کرنے پر آمادہ کرتا رہے گا- اور صاحبان علم اور ان کے پیروکار کیونکہ خدا کی معرفت رکھتے تھے، لہذا وہ اللہ سے قربت حاصل کرنے کی نیت سے اعمال بجا لایا کرتے تھے - انہیں کے بارے میں خدا نے یہ فرمایا ہے (الکافی)۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

کا پُورے کا پورا اجر (وانعام) اُن کو ادا کرے اور اُپنے (۳) فضل وکرم سے اُن کو اور زیادہ بھی دے۔ حقیقتاً اللہ بے حد بخشنے اور معاف کرنے والا بھی ہے، اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لینے والا بھی ہے اور اچھے کاموں کی پوری پُوری قدر کرنے والا بھی ہے (یعنی خیرات و نماز ادا کرنے والوں کے ساتھ خدا کا معاملہ تنگ دل آقا جیسا نہیں ہوتا جو بات بات پر اپنے نوکر کو پکڑتا رہتا ہے اور ذرا سی غلطی پر اُن کی ساری وفاداریوں اور خدمتوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔ بلکہ خدا بڑا فیاض اور قدر دان ہے) ﴿۳۰﴾

اور ہم نے جو کتاب آپؐ کی طرف بذریعۂ وحی بھیجی ہے وہ سراسر حقیقت ہے (یا) حق ہی حق ہے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

محققین نے نتیجے نکالے (۱) خلائق کا یہ اختلاف خدا کے قادر مطلق ہونے کی دلیل ہے (۲) نوع انسانی میں مساوات مطلق نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور خدا کا یہ فرمانا (۳) "ہر صاحب فضیلت کو اس کی فضیلت کے لحاظ سے امتیاز ہونا چاہیئے" بتاتا ہے کہ انسانوں میں شرف اور فضیلت کا معیار علم ہے جس کا یہاں خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے (فصل الخطاب)۔

عرفاء نے نتیجے نکالے (۱) خدا کی عظمت کا علم اگر اعتقادی ہوتا ہے تو خدا کا خوف بھی اعتقادی ہوتا ہے اور علم حالی ہوتا ہے تو خوف خدا بھی حالی ہوتا ہے (۲) یہاں علماء سے سند یافتہ، ڈگری یافتہ علماء مراد نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہے جو خدا کی عظمت کی معرفت رکھتے ہیں اور ان کا عمل بھی ان کے مرتبہ علم کے مطابق ہوتا ہے (بحر، روح)

***

جو تصدیق کرتی ہوئی آئی ہے اُن کتابوں کی جو اِس سے پہلے آئی تھیں۔ حقیقتًا اللہ اَپنے بندوں کے حال سے پُوری پُوری طرح باخبر ہے اور ہر ہر چیز پر نِگاہ رکھنے والا ہے (٣١)

پھر ہم نے کِتاب کا وارث بنایا اُن لوگوں کو جِن کو ہم نے اَپنے بندوں میں سے چُن لیا (یہ اِس لئے چُنا ہے کہ) اُن میں سے کچھ بندے تو خود اَپنی ذات پر ظلم کرنے والے گُنہ گار ہیں اور کچھ معتدل قسم کے درمیانی لوگ ہیں (یعنی جِتنے بُرے کام کرتے ہیں اُتنے ہی اَچھے کام بھی کرتے ہیں) اور اُن میں سے کچھ وہ ہیں کہ جو اللہ کی اِجازت سے نیکیوں بھلائیوں میں دُوسروں سے آگے بڑھ جانے والے ہیں[لہ]۔ بس

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٣١﴾
ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ
فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ

لہ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا "یہ آیت اولاد علیؑ و فاطمہؑ (مراد بارہ اماموں) کے بارے میں نازل ہوئی ہے (تفسیر صافی ۴۱۹)۔

نیز رسول خداؐ نے فرمایا "نیکیوں میں سب سے آگے بڑھنے والے" تو امام ہیں۔ "درمیانی کام کرنے والے" وہ ہیں جو امام کی معرفت رکھتے ہیں اور "اپنے اوپر ظلم اور زیادتی کرنے والے" وہ ہیں جو امام کی معرفت نہیں رکھتے (تفسیر صافی صفحہ ۴۱۹ بحوالہ ابصائر)۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں کون کون داخل ہے تو فرمایا کہ (۱) نیکیوں میں دوسروں سے بڑھ جانے والا، خود امام ہے (۲) درمیانی آدمی وہ ہے جو ہم اہل بیتؑ میں سے ہو اور امام کا حق پہچانتا ہو۔ (۳) اور اپنے اوپر ظلم کرنے والا وہ بھی ہے جو نہ تو لوگوں کو گمراہی سے روکے اور نہ ہدایت (مراد امام برحق) کی طرف بلائے (احتجاج طبرسی)

انتخاب کی ضرورت ہی اس لئے پیش آئی کہ بندگان خدا میں ہر طرح کے لوگ

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

یہی بہت بڑی فضیلت ہے (مطلب یہ ہے کہ خدا کو چُننے اور اِنتخاب کرنے کی ضرورت اِس لئے ہوئی کہ خدا کے بندوں میں ہر ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اِس لئے سَب کے سَب خدا کی کتاب کے وارث نہیں بن سکتے۔ بلکہ صرف اور صرف وہی کتاب کے وارث بن سکتے ہیں جو نیکیوں بھلائیوں میں دُوسروں سے آگے بڑھ جائیں۔ امام اُسی کو کہتے ہیں جو نیکیوں میں سب سے آگے ہو، اِتنا آگے کہ معصوم بھی ہو۔ پھر اُن کا انتخاب بھی خود خدا ہی فرماتا ہے۔ اگر ظالم لوگ بھی خدا کی کِتاب کے وارث ہوسکتے ہوتے تو پھر خدا کے چُننے کا کیا مقصد باقی رہا) ﴿۳۲﴾ وہی ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جنّتوں میں داخل ہوں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ہیں لہذا قرآن کے وارث وہی ہوں گے جو نیکیوں میں سب سے آگے اور بڑھے چڑھے ہوں گے۔ انہیں کو خدا منتخب فرمائے گا۔

اہل سنت نے پوری امت کو قرآن کا وارث قرار دیا اور انہیں وارثوں میں یہ تین قسمیں قرار دیں کہ (۱) ظالم (۲) معتدل (۳) نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے (جلالین)۔

وارث یعنی یہ امت - ان میں تین درجے بنائے - ایک گناہ گار، ایک میانہ، ایک اعلیٰ" (موضح القرآن)

لیکن سوال یہ ہے کہ پھر خدا کے انتخاب کرنے یا چننے کا کیا فائدہ ہوا؟ اور ظالم کیسے قرآن کے وارث بن گئے؟ معلوم ہوا کہ قرآن کے وارث صرف اعلیٰ قسم کے وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ حقیقی معنی میں تو وہ ائمہ معصومؑ ہیں۔ حضرت ابن عباس نے جس کی روایت عکرمہ نے کی ہے اور حسن اور مجاہد نے بھی اس بات کی تردید کی ہے کہ ساری امت قرآن کی وارث ہے (جلالین۔ تبیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

گے۔ وہاں اُنھیں سونے کے کنگن اور موتی (کے ہار) پہنا کر سجایا بنایا جائے گا اور اُن کے کپڑے ریشم کے ہوں گے (۳۳) وہ کہیں گے: "شکر اُس اللہ کا جس نے ہم سے رنج و غم کو بالکل دُور کر دیا۔ حقیقتاً ہمارا پالنے والا مالک رحمتوں سے ڈھانپ لینے والا، بڑا بخشنے والا اور اَچھّے کاموں کی پُوری پُوری قدر کرنے والا ہے، (۳۴) جس نے ہمیں اَپنے فضل و کرم سے ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی جگہ ٹھہرایا، جس میں ہمیں نہ کوئی تکلیف یا مشقّت اُٹھانی پڑتی ہے اور نہ کبھی ذرا سی تکان لاحق ہوتی ہےؔ (۳۵)

رہے وہ جنھوں نے خدا و رسولؐ کا اِنکار کیا، اُن کے لئے دوزخ کی بھڑکتی سُلگتی آگ ہے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ (۳۴)

اِلَّذِیٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ (۳۵)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ

ؔ۔ "ٹھہرنے کی جگہ" سے مراد دار البقا یعنی ہمیشہ رہنے کا گھر (مراد جنت) ہے اور "نصب" کے معنی ہیں رنج و غم اور "لغوب" کے معنی ہیں تکان، (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۰ بحوالہ تفسیر قمی)

جب کوئی ایک جیسی چیز مسلسل زیر استعمال رہتی ہے تو طبیعت میں اکتاہٹ اور تکان پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن جنت کی نعمتیں ہر دم تازہ بتازہ، نو بہ نو، ہر دم جواں ہوں گی۔ اس لئے وہاں تکان اور اکتاہٹ کا سوال ہی نہ ہوگا۔ مسلسل غیر منقطع تازگی لطف اور شگفتگی کا باقی رہنا ہی جنت کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

بہشت آنجا است آزاری نہ باشد

یعنی جنت وہ ہے جہاں کسی قسم کی کو بوریت نہ ہو۔

***

www.drhasanrizvi.org

نہ تو اُن کا قصّہ ہی پاک کرکے مار دیا جائے گا
اور نہ اُن کی سزا میں کوئی کمی کی جائے گی۔
اِسی طرح ہم ہر اُس ناشکرے کو سزا دیتے ہیں
جو کفر و اِنکار کی راہ اِختیار کرتا ہے (۳۶) وہ وہاں
چیخ و پُکار کرتے ہوں گے کہ: "اَے ہمارے
مالک! ہمیں (کِسی طرح سے بھی) یہاں سے
نکال لے۔ اَب ہم اَچھے اَچھے کام کریں گے اُن
کاموں سے مختلف جو ہم پہلے کیا کرتے تھے۔" کیا
ہم نے تم کو اِتنی[1] عمر (اور عقل) نہ دی تھی جس
میں اگر کوئی سبق یا نصیحت حاصل کرنا چاہتا
تو سبق یا نصیحت حاصل کرسکتا تھا؟ اور تمھارے[2]
پاس بُرے انجام سے ڈرانے والا (رسولؐ) بھی آیا
تھا۔ غرض اَب تم (اَپنے کُفر و اِنکار کا) مزہ چکھو۔

فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾
وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ اٹھارہ سال کی عمر تک سبق حاصل کرنے کے لئے ڈانٹ ڈپٹ اور سختی کرنی چاہیئے (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۰ بحوالہ من لایحضرہ الفقیہ) حضرت علیؑ نے فرمایا "وہ عمر جس میں خدا اولادِ آدم کے ہر عذر کو رفع کر دیتا ہے ساٹھ برس کی عمر ہے۔

[2] رسول خداؐ سے روایت ہے کہ "جس شخص کو خدا نے ساٹھ برس کی عمر عطا فرمائی تو اب اس کے لئے کوئی عذر کا موقع باقی نہ رہا" (تفسیر مجمع البیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

ع ۱۶ مِنْ نَّصِيْرٍ ۳۷

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۳۸

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوا کرتا ۳۷ ع

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چھُپی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے (بلکہ) حقیقتاً وہ تو سینوں اور دِلوں کے اندر کے چھُپے ہوئے رازوں تک سے واقف ہے ۳۸ اُسی نے تم لوگوں کو زمین پر اَگلے والوں کی جگہ پیدا کیا ہے (یا) تمھیں زمین میں اپنی طرف سے تصرّف کے اِختیارات دیئے ہیں ؎۔ اَب جو کوئی بھی کُفرو اِنکار کا راستہ اختیار کرتا ہے، اُس کے کفرواِنکار کا وبال اور نقصان خود اُسی کو اُٹھانا پڑتا ہے (یا) اُس کے کُفر سے خود اُسی کو نقصان پہنچے گا۔ اور کافروں منکروں کو اُن کا کُفرواِنکار اِس کے سِوا کچھ نہیں بڑھاتا کہ اُن کے پالنے والے

؎ خدا کا یہ فرمانا کہ "تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے" اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) پچھلی نسلوں کے گزر جانے کے بعد اب تم کو ان کی جگہ بسایا ہے۔ (۲) زمین میں تمہیں جو تصرف کے اختیارات دیئے ہیں، وہ اس طرح نہیں دیئے کہ تم ان چیزوں کے مالک ہو گئے بلکہ اس حیثیت سے دیئے ہیں کہ تم اصل مالک کی طرف سے وقتی طور پر اس کی اجازت سے امانتاً ان چیزوں کو استعمال کرو، ان کے حقیقی مالک یعنی خدا کی مرضی کے مطابق۔

***

www.drhasanrizvi.org

مالک کی ناراضگی اور غیظ و غضب اُن پر اور زیادہ
بڑھتا اور بھڑکتا چلا جاتا ہے۔ غرض کافروں کے
پاس نقصان میں اِضافے (پر اضافے) کے سِوا اور
کچھ نہیں بڑھتا ﴿۳۹﴾

آپؐ اُن سے کہئے: "کیا تم نے اَپنے (بنائے
ہوئے خدا کے) شریکوں پر غور بھی کیا ہےلہ جنھیں
تم اللہ کے سِوا (خدا سمجھ کر) پُکارتے رہتے ہو؟
مجھے دِکھاؤ تو سہی کہ آخر اُنھوں نے زمین میں کیا
چیز پَیدا کی؟ یا اُن کی آسمانوں میں کیا شرکت
ہے؟ یا ہم نے اُنھیں کوئی تحریر یا کتاب دی ہے
جس کی بِنا پر (یہ لوگ اپنے شرک کے لئے) کوئی
صاف دلیل یا سند رکھتے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ
ظالم لوگ ایک دُوسرے کو دھوکے پر دھوکہ اور

رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا
خَسَارًا ﴿٣٩﴾
قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي
السَّمٰوٰتِ ۚ أَمْ ءَاتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ

لہ خدا نے مشرکوں کے بنائے ہوئے خداؤں کو ان کا اپنا شریک اس لئے فرمایا ہے کہ در حقیقت وہ خدا کے شریک تو ہیں نہیں نہ خدا نے ان کو اپنا شریک بنایا ہے۔ بلکہ مشرکوں نے ان کو اپنے آپ خدا کا شریک سمجھ رکھا ہے۔ وہ بھی بغیر غور و فکر کئے۔ اس لئے کہ ان میں خدا کا شریک ہونے کی کوئی علامت ہی نہیں پائی جاتی۔ پنڈتوں نے ان کے کرامات کے جھوٹے قصے صرف اپنی دوکان سجانے کے لئے گھڑ رکھے ہیں تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے کر رقم بٹورتے رہیں۔ (تفہیم)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اِنۡ يَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۴۰﴾
اِنَّ اللّٰهَ يُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۚ وَ
لَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَكَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اِنَّهٗ
كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۱﴾
وَاَقۡسَمُوۡا بِاللّٰهِ جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ لَئِنۡ جَآءَهُمۡ نَذِيۡرٌ

جھانسے پر جھانسہ دئے ہی چلے جا رہے ہیں (۴۰)
حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی وہ ہے جو آسمانوں
اور زمین کو (اپنی جگہ سے) ہٹ جانے سے
روکے اور تھامے ہوئے ہے۔ اگر وہ اپنی جگہ سے
ہٹ جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دُوسرا اُنھیں
روک تھام نہیں سکتا[1]۔ وہی (خدا) ہے جو (لوگوں
کی اس قدر نافرمانیوں اور گستاخیوں کو) برداشت
کرنے والا اور بڑا معاف کرنے والا ہے[2] (یعنی
یہ عظیم کائنات خدا کے قائم رکھنے سے قائم ہے۔ ورنہ
ازخود قائم نہیں رہ سکتی اور نہ کوئی دُوسرا اِسے
قائم رکھ سکتا ہے) (۴۱)

اور اُنھوں نے اپنی کوشش بھر بڑی سے
بڑی اور کڑی قسمیں کھائیں کہ اگر اُن کے

---

[1] حضرت علیؑ سے خدا کی نسبت سوال کیا گیا کہ کیا خدا عرش کو اٹھائے ہوئے یا عرش خدا کو اٹھائے ہوئے ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا "خدا کی شان اس بات سے بہت بلند ہے کہ کوئی اسے اٹھائے۔ بلکہ عرش ہو یا آسمان یا زمین، اور جو کچھ بھی اس میں ہے، ان سب کو خدا اپنی قدرت کاملہ سے سنبھالے ہوئے ہے یہی اس آیت کا مطلب ہے" (تفسیر صافی صفحہ ۴۴۰ بحوالہ کافی)

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ "ہمارے سبب سے اللہ آسمان و زمین کو زائل نہیں کرتا" (الاکمال)

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "اگر ہم میں سے کوئی امام زمین پر باقی نہ رہے، تو تمام اہل زمین معدوم ہو جائیں" (الاکمال)

[2] آیت کے آخری الفاظ سے تو یہی تصور پیدا ہوتا ہے کہ تمہاری بداعمالیوں کا تقاضا تو یہی تھا کہ آسمان و زمین اپنی جگہ سے ہٹ کر برباد ہو جائیں۔ مگر خدا کا عفو و تحمل ہے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

لَيَكُونُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ۝

اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۚ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ

پاس کوئی بُرائی کے بُرے انجام سے ڈرانے والا (پیغمبرؑ) آئے تو وہ دُنیا کی ہر قوم سے کہیں زیادہ ہدایت حاصل کرنے والے ثابت ہوں گے۔ مگر اِس کے بعد جب اُن کے پاس ڈرانے والا (پیغمبرؑ) آگیا، تو اُس کے آنے نے اُن میں حق سے دُور بھاگنے کے سوا کسی چیز میں اِضافہ نہ کیا ﴿۴۲﴾ وہ زمین میں خود کو اور زیادہ بڑا سمجھنے لگے اور بُری بُری مکّاریاں اور چالیں چلنے لگے۔ حالانکہ بُری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو مِٹا کر رکھ دیا کرتی ہیں[1]۔ تو اب کیا یہ لوگ اس بات کا اِنتظار کر رہے ہیں کہ پچھلی قوموں کے ساتھ اللہ کا جو سلوک اور طریقہ کار رہا ہے، وہی سلوک اِن کے ساتھ بھی کیا جائے؟ (کیونکہ) تم اللہ کے دستور اور

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

جو تمہارے گناہوں کو نظرانداز کئے ہوئے ہے اور عذاب نازل نہیں ہوتا (فصل الخطاب)

محققین نے نتیجہ نکالے کہ (۱) خدا اس کائنات کا صرف خالق ہی نہیں بلکہ ناظم منتظم حاکم اور مدبر بھی ہے ایسا نہیں ہے کہ پیدا کرنے والے برہماجی، ہوں پالنے والے وشنوجی، اور مارنے والے شیوجی، غرض مختصر سی عبارت میں توحید کی حقیقت بھی آگئی اور جاہلی تخیلات کو رد بھی کر دیا گیا۔

اب رہ گیا کہ اجرام سماوی کو خدا نے کس ذریعہ سے قائم رکھا ہے وہ الگ بات ہے کہ قانون کشش بھی خدا ہی کی تخلیق ہے اور آیت کا مفہوم یہ ہے کہ زمین و آسمان اس کی قدرت کی وجہ سے زائل نہیں ہوتے۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ زمین متحرک نہیں (ماجدی)۔

رہے دوسرے، تو ان سے اس کائنات کی حفاظت تک نہیں ہو سکتی تو وہ بھلا اس کو پیدا کیسے کر سکتے تھے (روح، مدارک، جلالین)۔

[1] قریش کے سرداروں کی بری چالیں روز بدر ان کو مزہ چکھا گئیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۰)۔

***

www.drhasanrizvi.org

طریقۂ کار میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور
تم کبھی یہ بھی نہ پاؤ گے کہ اللہ کے طریقۂ کار
کو اُس کے مُقرّرہ راستے سے کوئی طاقت پھیر
دے (۴۳) کیا یہ لوگ زمین میں کبھی چلے پھرے
نہیں کہ یہ دیکھتے کہ اُن کا کیا انجام ہوا جو
اِن سے پہلے تھے؟ وہ تو اِن سے کہیں زیادہ
طاقتور بھی تھے۔ غرض اللہ کو کوئی چیز بے بس
نہیں کر سکتی، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین
میں۔ وہ سب کچھ جاننے والا، بہت زیادہ
طاقت والا ہے (۴۴) اگر کہیں اللہ لوگوں کو
اُن کے بُرے کاموں کی وجہ سے (فوراً) پکڑ
لیا کرتا، تو زمین پر کسی چلنے پھرنے والی مخلوق
کو زندہ نہ چھوڑتا[1] مگر (اصل بات یہ ہے کہ)

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا (۴۳)
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا (۴۴)
وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ

---

[1] یعنی وہ کہیں جا کر خدا سے چھپ نہیں سکتے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے وہیں خدا ان کو عذاب دے سکتا ہے خواہ وہ کسی شکل یا حال میں ہوں۔ نیز یہ مطلب بھی ہے کہ اپنا عمل کوئی خدا سے چھپا نہیں سکتا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ وہ کیسے عذاب کے مستحق ہیں (مجمع البیان)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وہ اُنھیں ایک مُقرّرہ وقت تک کے لئے مہلت
(پر مہلت) دیتا ہے۔ تو جب اُن کی وہ مدّت
پُوری ہو جائے گی" تو اللہ اَپنے بندوں کو
خُوب اچھّی طرح دیکھ (اور نمٹ) لے گا ۴۵ ع ۵ ۸ ۱۷

مُسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۴۵

آیات ۸۳ سورۂ یٰسین مکّی رکوعات ۵

(رسولِ خدا کا سورہ)

اٰیَاتُهَا ۸۳ (۳۶) سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۵

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانیوالا، مسلسل بیحد رحم کرنے والا ہے ○
یاسین[1] (یعنی) اَے وحی کے سُننے والے اِنسان
(مراد رسولؐ)! ۱ قسم ہے اُس گہری بالکل ٹھیک
ٹھیک، دانائی کی باتوں والے قرآنِ حکیم کی" ۲
کہ حقیقتاً آپؐ رسولوںؑ میں سے ہیں" ۳ بالکل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
يٰسٓ ۱
وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۲
اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۳

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "یاسین" رسولؐ خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور اس کے ظاہری معنیٰ ہیں "اے وحی کے سننے والے"! اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا کہ "یاسین! حقیقتاً آپ بھیجے ہوئے مرسلین میں سے ہیں اور آپ سیدھے راستے پر ہیں" (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ بحوالہ معانی الاخبار۔ وتفسیر قمی)۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ یاسین کے معنیٰ ہیں "اے انسان"۔ (ابن کثیر، عن ابن عباسؓ و عکرمہ و ضحاک و حسن)

حضرت امام رضاؑ نے مامون رشید کے دربار میں فرمایا "یاسین" سے مراد رسولؐ ہیں اور الیاسین یعنی آل یاسین سے مراد ہم آل محمدؐ ہیں (عیون اخبار الرضا)

***

www.drhasanrizvi.org

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۴
تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۵
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ
غٰفِلُوْنَ ۝۶
لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا
یُؤْمِنُوْنَ ۝۷
اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ
فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸

سیدھے راستے پر، ۴ (اور یہ قرآن) اُتارا ہوا
ہے اُس عزّت والے، زبردست طاقت والے،
مسلسل بے حد رحم کرنے والے کا، ۵ تاکہ آپؐ
بُرے کاموں کے بُرے انجام سے اُس قومؑ کو ڈرائیں
اور خبردار کریں جس کے باپ دادا کو ڈرایا (سمجھایا)
نہیں گیا تھا۔ تو وہ بے خبری اور غفلت میں پڑے
ہوئے ہیں ۶ اُن میں سے زیادہ تر لوگ تو خدائی
عذاب اور سزا کے مُستحق ہو ہی چکے ہیں۔ چنانچہ
اَب وہ ایمان نہیں لاتےؑ ۷ (اِسی لئے) ہم نے
اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دئے ہیں جس
نے اُن کو ٹھڈّیوں تک کس رکھّا ہے (یا) جن
سے وہ اپنی ٹھوڑیوں تک جکڑ دئے گئے ہیں۔
اِسی لئے وہ سَر اُوپر کئے کھڑے ہیں ۸ ہم نے

لہ قوم سے مراد قریش یا قوم عرب ہے جو پیغام اسلام کے اولین مخاطب تھی۔ اس زمانے میں لوگوں کو یہ بات سمجھنا تقریباً ناممکن تھی کہ کوئی ایک شخص ساری مخلوقات عالم کے لئے نبی بن کر آسکتا ہے۔ یہی راز ہے کہ اگرچہ قران نے بار بار یہ بتایا کہ یہ نبی عالمگیر ہے مگر زیادہ زور آپؐ کی قومی نبوت پر دیا۔ (ماجدی)۔

***

۲ہ آخری حصے سے بات صاف ہو گئی کہ پہلے کی سب باتیں ان کی اختیاری بے پروائی اور حق سے روگردانی کی وجہ سے ہیں اور یہی باتیں سبب ہوئی ہیں ان کے اثر قبول نہ کرنے کا (فصل الخطاب)

یہ تقدیری بات کہ وہ ایمان نہ لائیں گے خدا کے علم ازلی کا حصہ ہے۔ اس میں شائبہ جبر واکراہ کا نہیں اور نہ خدا کے علم میں ہونے سے اس کی رضا لازم آتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ دین پر عمل کرنے سے بھاگ رہے ہیں اس لئے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خدائی ہدایت سے محروم رہیں گے (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ⑨
وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ⑩
إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ

اُن کے آگے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے، اور
اُن کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ غرض
ہم نے اُن کو ڈھانپ رکھا ہے (اِسی لئے) اُن
کو کچھ دکھائی سجھائی نہیں دیتا[1] ⑨ اَب اُن کے
لئے برابر ہے چاہے آپؐ اُنھیں ڈرائیں یا نہ
ڈرائیں، یہ مانیں گے نہیں ⑩ (کیونکہ) آپؐ تو
بس صرف اُسی شخص کو ڈرا (سمجھا) سکتے ہیں
جو نصیحت(۱) اور یاد دہانی کا اَثر لے اور نصیحت(۲)
کی پیروی کرنے پر تیار ہو[2]، اور اَن(۳) دیکھے
خدائے رحمان (کی ناراضگی) سے ڈرے (یا)
اور اُس خدا سے بغیر اُسے دیکھے ڈرے جو
سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا ہے۔
اَیسے شخص کو گناہوں سے معافی، خدا کی چھپائی

---

[1] مطلب یہ ہے کہ نہ وہ آگے آنے والی زندگی کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ گزرے ہوئے برے کاموں کے نتائج کو سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے خود اپنی قوت فکر و نظر سے کام ہی نہیں لیا۔ اس لئے خدا کی توفیقات بھی ان سے سلب ہو گئیں۔ (مدارک)

کیونکہ ان کی غفلت مجرمانہ تھی اس لئے یہ سب کچھ ہوا۔ یہاں خدا نے بحیثیت مسبب الاسباب کے ان تمام حالات و نتائج کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔ صیغہ متکلم صرف اس لئے استعمال ہوا کہ خدا ہی اس نظام تکوینی کی علت العلل ہے (ماجدی)۔

[2] امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ:۔
"خدا کا قول اور "جس نے نصیحت کی پیروی کی" سے (اولین) مراد حضرت علیؑ کی ذات ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ بحوالہ کافی)
عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ تربیت پر جو نفع مرتب ہوتا ہے وہ طالب ہی کی استعداد کا ظہور ہوتا ہے۔ (تھانوی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾
اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ
وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ع
وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

ہوئی ڈھانپ لینے والی رحمت اور باعزّت

اَجر و ثواب کی خوش خبری سُنا دیجئے ﴿۱۱﴾

(کیونکہ) ہم یقینی طور پر مُردوں کو زندہ کرنے

والے ہیں۔ اور ہم لکھتے جاتے ہیں اُسے جو

وہ کر چکے ہیں[۱] اور وہ بھی جو اُن کے اعمال

کے اَثرات ہیں[۱] (یا) وہ اَثرات بھی لکھتے جاتے

ہیں جو اُنھوں نے اَپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔

مزید یہ کہ ہم نے ہر چیز کا احاطہ رَوشن

مَرتبے والے امام[۲] (مبین) میں بھی کر دیا ہے ﴿۱۲﴾ ع

اور اُن کے سامنے مثال دیجئے اُس خاص

بَستی والوں کی کہ جب اُن کے پاس (ہمارے

بھیجے ہوئے رسولؑ (ہمارا پیغام لے کر) آئے ﴿۱۳﴾

تو اُنھوں نے اُن دونوں رسولوںؑ کو جُھٹلا دیا۔

ع ۱ / ۱۲ / ۱۸

---

[۱] "جو وہ کر چکے ہیں" سے مراد وہ کام بھی ہیں جو ان کی ذات پر ختم ہو گئے۔ یعنی اعمال ذاتی اور "اعمال کے اثرات" سے مراد وہ کام ہیں جو سبب بنے دوسروں کی ہدایت یا گمراہی کا۔ (ماجدی)

"جو کر چکے ہیں" سے مراد ایسے افعال ہیں جن کے کوئی نشانات باقی نہیں رہے۔ اور "ان کے اثرات" سے مراد وہ اعمال ہیں جن کے نشانات باقی رہ جاتے ہیں۔ جیسے کسی کو علم سکھایا، یا قدم نماز کے لئے آگے بڑھایا، یا ظلم وجور کی بنیاد ڈال دی یا کسی برے کام کی اشاعت کی وغیرہ وغیرہ (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱)

[۲] حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "امام مبین" یعنی روشن مرتبے والا امام خدا کی قسم میں ہوں۔ میں ہی حق اور باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ رسول خداؐ سے ورثہ میں پایا ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۲۱ بحوالہ تفسیر قمی)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ
فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ ﴿١٤﴾
قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ
مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾
قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٧﴾

تو ہم نے تیسرے کو مدد کے لئے بھیجا تو اُن رسولوںؑ نے (اپنی قوم سے) کہا: "ہم تمھاری ہی طرف بھیجے گئے ہیں" ⑭ اِس پر بستی والوں نے کہا: "تم کچھ نہیں ہو مگر ہم ہی جیسے چند اِنسان" اور خدائے رحمان نے کوئی چیز نہیں اُتاری ہے۔ تم تو صرف جھُوٹ بولتے ہو" ⑮ رسولوںؑ نے کہا: "ہمارا پالنے والا مالک خُوب جانتا ہے کہ ہم ضرور تمھاری طرف خدا کا پیغام لانے والے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں ⑯ اور ہم پر صِرف صاف صاف واضح طور پر (خدا کا پیغام) پہنچا دینے کے سِوا کوئی اور ذمّہ داری نہیں ہے" ⑰ اُس بستی والوں نے کہا: "ہم تو تمھیں اَپنے لئے نحوست سمجھتے ہیں (یعنی کیونکہ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

رسول خداؐ نے فرمایا "کوئی علم ایسا نہیں ہے جو میرے پالنے والے مالک نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو۔ اور وہ میں نے علیؑ کو نہ سکھایا ہو۔ اور جو علم بھی خدا نے مجھے سکھایا۔ میں نے اس علم کو علیؑ کی ذات میں احصاء کر دیا" (احتیاج طبرسی)۔

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ "جب یہ آیت اتری تو جناب ابو بکر و عمر اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور رسول خداؐ سے پوچھا کہ کیا امام مبین تورات ہے؟ آپؐ نے فرمایا "نہیں" پوچھا کیا انجیل ہے؟ فرمایا "نہیں" پوچھا کیا قرآن ہے؟" فرمایا "نہیں" پھر رسول خداؐ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "امام مبین" یہ ہیں۔ خدا نے ان کی ذات میں تمام چیزوں کے علم کا احاطہ کر دیا" (تفسیر البرہان صفحہ ۸۸۶ و حقائق الوسائط صفحہ ۱۶۲)

***

www.drhasanrizvi.org

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

تم ہمارے خداؤں کو نہیں مانتے اِس لئے تمہاری وجہ سے ہم پر آفتیں نازل ہو رہی ہیں لہٰذا) اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمھیں پتھر مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں گے۔ اور (اِس طرح) تم ہم سے بڑی سخت تکلیف دینے والی سَزا پا جاؤ گے" ⑱ رسولوںؑ نے جواب دیا: "تمہاری نحوست تو خود تمھارے اَپنے ساتھ لگی ہوئی ہے (یعنی تمھاری نحوست تو خود تمھارے ہی بُرے کام ہیں[1]) کیا اگر تمھاری بھلائی چاہتے ہوئے تمھیں نصیحت کی جائے (تو تمھیں یہی کچھ کرنا چاہئے)؟ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزُرے ہوئے (بُرے) لوگ ہو (یا) اصل بات یہ ہے کہ تم ہو ہی زیادتی کرنے والے لوگ ⑲ اتنے میں شہر

[1] یعنی یہ کیا اندھیر ہے کہ جو عین سعادت اور فلاح دنیا و آخرت ہے۔ اسی کو تم نحوست قرار دے رہے ہو۔ جب کہ حقیقتاً نحوست تو خود تمہارے ساتھ ساتھ ہے۔ خود تمہاری بداعمالیوں کی شکل میں۔ نحوست تو خود تمہارے کرتوت ہیں۔ کیونکہ تم ہی نے حق کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ تم نے خود خدا کے پیغام کو ٹھکرایا ہے۔ اسی سے تمہاری معیشت اور معاشرت میں ابتری اور بے برکتی پیدا ہوئی ہے۔

قدیم جاہل قوموں میں نیک و بد، سعد و نحس کا تصور بہت عام تھا۔ بات بات میں شگون اور فال کا رواج تھا۔ یہ مکالمہ اسی فضا میں ہو رہا ہے (ماجدی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

کے دُور ترین کنارے سے ایک شخص دوڑتا بھاگتا ہوا آیا اور اُس نے کہا: "اے میری قوم والو! اِن رسولوںؑ کی بات مان لو (یا) ان رسولوںؑ (کی سچّی تعلیمات و اعمال) کی پیَروی اختیار کر لو ﴿۲۰﴾ ان کی پیَروی کرو جو تم سے کوئی اَجر یا معاوضہ تک نہیں مانگتے[1] اور وہ (خدا کی طرف سے) ہدایت کے ٹھیک راستے پر بھی ہیں (معلوم ہوا کہ نبوّت کی سب سے بڑی دلیل (۱) قول اور عمل کی سچّائی اور معقولیت اور پاکیزگی ہوتی ہے (۲) بے غرض ہونا (۳) اور خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ اور تعلیم یافتہ ہونا ہوتا ہے۔ اِس لئے انبیاءؑ کے جانشین 'امامؑ' بھی وہی ہو سکتے ہیں جن میں یہ تینوں خصوصیات موجود ہوں) ﴿۲۱﴾

---

[1] پیغمبروں کی یہ خصوصیت قرآن میں بار بار بیان ہو چکی ہے کہ وہ تبلیغ دین اور اصلاح امت پر کسی قسم کا مادی دنیوی معاوضہ نہیں مانگتے۔ اگر ہمارے رسولؐ نے آل محمدؐ کی محبت کو معاوضہ میں مانگا تو (۱) اولاً وہ خدا کے حکم سے مانگا۔ اسی لئے آیہ مودت کی ابتداء "قل" یعنی اے رسول کہہ دو" ..... سے ہوئی۔ دوسرے خود خدا نے وضاحت فرما دی کہ یہ معاوضہ بھی رسول کے فائدے کے لئے نہیں ہے بلکہ خود امت کے فائدے کے لئے طلب کیا جا رہا ہے تاکہ آل محمدؐ کی محبت کے سبب ان کا اتباع آسان ہو جائے۔ احکامات کی تعلیم میں ناگواری کا عنصر ختم ہو جائے اور آخرت میں یہی محبت انہیں محمدؐ و آل محمدؐ کی شفاعت کی شکل میں کام آسکے۔ بقول شاعر:

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

امام شافعی نے خوب کہا:

لوکان حب آل محمد رفضاً
فلیشھد الثقلین انی رافضا

یعنی اگر آل محمدؐ کی محبت رفض ہے، تو زمین و آسمان گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں (تفسیر کبیر امام رازی)۔

***

محمد اقبال [illegible] جنجوعہ
ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

میں نے اس قرآن مجید کے پارہ نمبر ۲۲ ، وَمَنْ يَّقْنُتْ کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اسکے متن اور کتابت میں کوئی غلطی نہیں ہے ۔ دوران طباعت اگر کوئی غلطی واقع ہو جائے تو اسکی کوئی ذمہ داری نہیں ہے ۔

حافظ قاری فضل اللہ شاہ سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.org

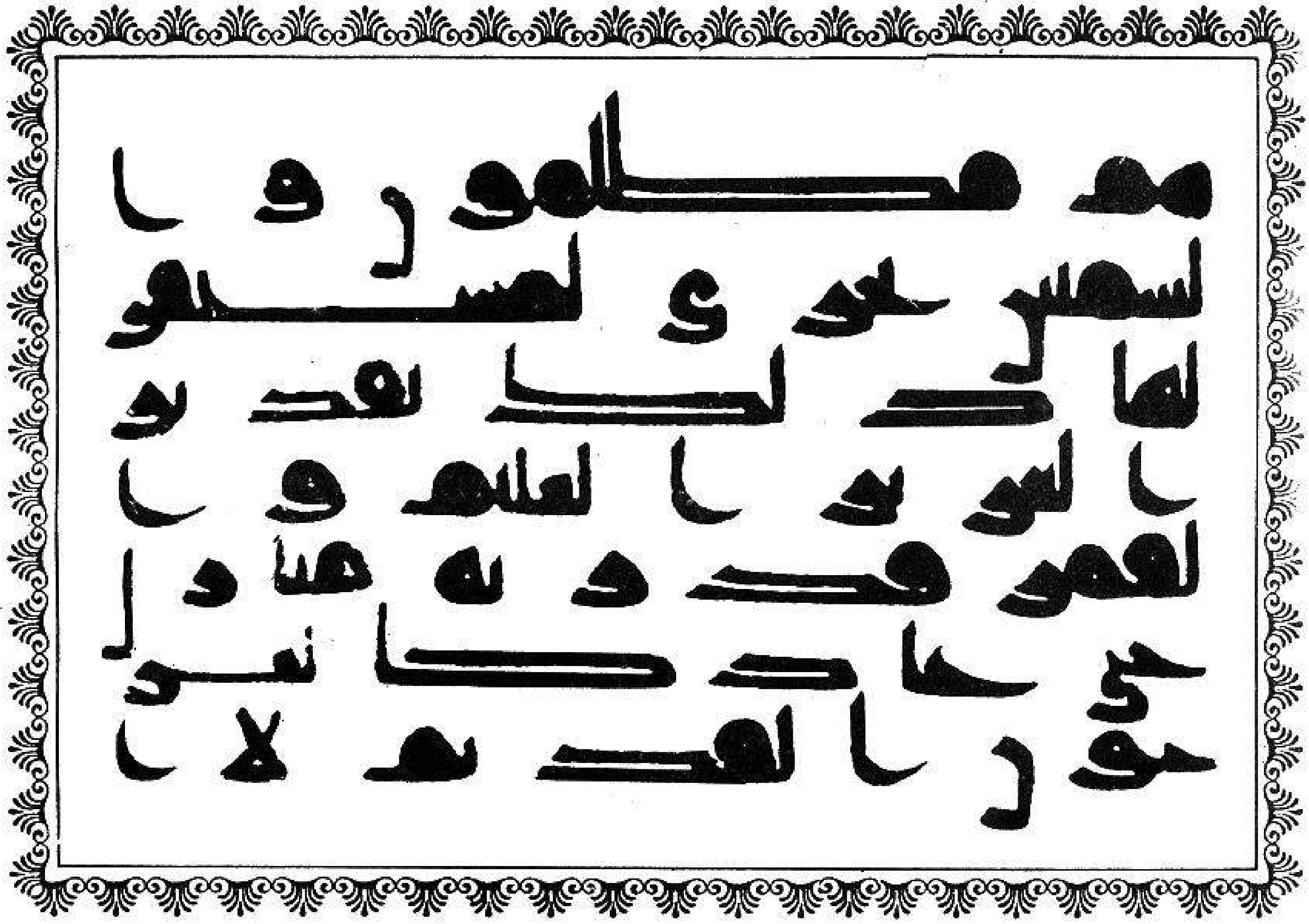

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآنِ مجید

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

○ ......" اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴۔۱۷)

○ ......" یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تا کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تا کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں"

(القرآن: سورہ ص: ۳۸۔۲۹)

○ ......" تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی"

(الحدیث)

○ ......" عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔"

(الحدیث)

○ ......" ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے"

(الحدیث)

میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com

کتبہ: سیّد جعفر صادق

Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13